عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۱۲ تا ۱۸ رشعبان ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ رجون ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۲۱

قرآنِ کریم کے بنیادی حقوق

نظریۂ پاکستان کے خلاف سازش

مرگی یا جادو وجنات کا اثر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

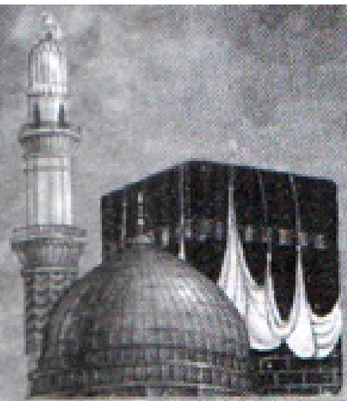

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

غیر شرعی لباس کا حکم

محمد ہارون، کراچی

س:...... آج کل ایسی پینٹ کا فیشن عام ہوتا جارہا ہے، جو ناف سے تھوڑا نیچے کر کے پہنی جاتی ہے اور شرٹ اتنی چھوٹی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ناف کے نیچے اور کولہے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پینٹ ابھی اتر جائے گی اور اس پینٹ کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے اور آدھے پاؤں میں پہنچے جاتے ہیں۔ اگر ایسی پینٹ پہن کر نماز پڑھیں تو رکوع اور سجدے میں کولہے آدھے ننگے نظر آتے ہیں۔ کیا اس پینٹ کا استعمال بچوں اور بڑوں کے لئے جائز ہے؟ اور اس میں نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اسی طرح ایسی نیکر کا استعمال بھی بہت عام ہوگیا ہے جو گھٹنوں سے اوپر ہوتی ہے جس میں رانیں صاف نظر آتی ہیں، کیا ایسی نیکر پہننا صحیح ہے؟ کیا بچوں کو ایسی نیکر پہنا سکتے ہیں؟ اگر بچوں کو پہنا سکتے ہیں تو کتنی عمر تک بچوں کو پہنانے کی اجازت ہے؟

ج:...... مردوں کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ (آگے اور پیچھے دونوں طرف) ستر عورت میں داخل ہے اور اس کا چھپانا نماز میں اور نماز کے علاوہ میں فرض ہے۔ گھٹنے بھی ستر عورت میں شامل ہیں اور نماز میں ستر عورت کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کا اگر چوتھائی حصہ کھلا رہ جائے ایک رکن کی ادائیگی کے بقدر تو نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر چوتھائی حصے سے کم ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا ایسی پینٹ کا استعمال جس میں درست طریقے سے ستر عورت کا اہتمام نہ پایا جاتا ہو حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے، بے حیائی اور بے غیرتی کی زندہ مثال ہے۔ یہی حکم اس نیکر کا ہے جو گھٹنوں سے اوپر ہو۔ چھوٹے بچوں کو ایسی نیکر پہنا دینے میں تو کوئی حرج نہیں، مگر بہتر نہیں۔ بچپن سے ہی ایسے لباس کا اہتمام کرانا چاہئے کہ جس میں ستر عورت صحیح طریقہ سے ہو، تاکہ بچہ کی ذہن سازی ہو، اپنی اسلامی اور شرعی حدود و قیود سے واقفیت ہو، یہود و نصاریٰ کی طرز و تہذیب اور فیشن سے اسے نفرت ہو۔

قضائے عمری کا حکم

س:...... قضائے عمری نماز کی کیا فضیلت ہے؟ کیا جمعۃ الوداع کے دن دو رکعت قضائے عمری کی نیت سے پڑھیں تو سال بھر کی قضا نمازیں معاف ہوجاتی ہیں؟

ج:...... اسی طرح کے ایک سوال کا جواب شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے بڑے بہترین انداز میں تحریر فرمایا ہے: ''یہ بات بالکل غلط ہے اور اس میں تین غلطیاں ہیں:

اول:... شریعت میں ''قضائے عمری'' کی کوئی اصطلاح نہیں۔ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کو نماز قضا ہی نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک فرض جان بوجھ کر قضا کردے، اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بَری ہوجاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۵۹، طبع قدیمی)

دوم:... یہ کہ جو شخص غفلت و کوتاہی کی وجہ سے نماز کا تارک رہا، پھر اس نے توبہ کرلی اور عہد کیا کہ وہ کوئی نماز قضا نہیں کرے گا، تب بھی گزشتہ نمازیں اس کے ذمہ باقی رہیں گی اور ان کا قضا کرنا اس پر لازم ہوگا اور اگر زندگی میں وہ اپنی نمازیں پوری نہیں کرسکا تو مرتے وقت اس کے ذمہ وصیت کرنا ضروری ہوگا کہ اس کے ذمہ اتنی نمازیں قضا ہیں، ان کا فدیہ ادا کردیا جائے۔ یہی حکم زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ دیگر فرائض کا ہے۔ اس قضائے عمری کے تصور سے شریعت کا یہ سارا نظام ہی باطل ہوجاتا ہے۔

سوم:... کسی چیز کی فضیلت کے لئے ضروری ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کیونکہ بغیر وحی الٰہی کے کسی چیز کی فضیلت اور اس کا ثواب معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ ماہ رجب کی نماز اور روزوں کے بارے میں، اسی طرح جمعۃ الوداع کی نماز کے بارے میں جو فضائل بیان کئے جاتے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں۔ اس لئے ان فضائل کا عقیدہ رکھنا بالکل غلط ہے۔ شریعت کا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک فرض ترک کردے تو ساری عمر کی نفلی عبادت بھی اس ایک فرض کی تلافی نہیں کرسکتی اور یہاں یہ مہمل بات بتائی جاتی ہے کہ دو رکعت نفل نماز سے ساری عمر فرض ادا ہوجاتے ہیں۔'' واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۱۲تا۱۸رشعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷رجون ۲۰۱۵ء — شمارہ:۲۱

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

نظریہ پاکستان کے خلاف سازش!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
قرآن کریم اور اس کے بنیادی حقوق	۷	مولانا سید صہیب حسنی ندوی
منفی عمل کا مثبت جواب....	۱۱	جاوید اختر ندوی
مرگی یا جادو وجنات کا اثر؟	۱۴	ڈاکٹر زاہد الحق قریشی
تشبہ بالغیر	۱۶	مولانا محمد صادق، کوئٹہ
جاوید احمد غامدی.... سیاق وسباق کے آئینہ میں! (۱۱)	۱۸	مولانا فضل محمد مدظلہ
تحفظ ختم نبوت سیمینار کوئٹہ	۲۰	مولانا قاضی احسان احمد
ختم نبوت کانفرنس، لاہور	۲۱	مولانا عبدالنعیم
ختم نبوت کانفرنس قصور	۲۲	مولانا عبدالرزاق مجاہد
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۳۰)	۲۳	سعود ساحر
حضرت مہدی علیہ الرضوان......(۸)	۲۵	حافظ عبیداللہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

نظریۂ پاکستان کے خلاف سازش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

پاکستان ایسا بدنصیب ملک ہے جو بنا تو اسلام کے نام پر تھا، بانیانِ پاکستان نے اس کی بنیاد تو ’’پاکستان کا مطلب کیا لا إلٰہ إلا اللّٰہ‘‘ پر رکھی، لیکن انگریزی سوچ وفکر کے حامل، لادین قوتوں کے آلۂ کار، سرمایہ دار، جاگیردار اور وڈیرے اس ملک پر مسلط اور برسرِ اقتدار رہے، جنہوں نے اسلام، اسلامی اقدار اور مسلمانوں کو اس قدر نقصان پہنچایا، غالباً برطانوی استعمار نے بھی مسلمانوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا ہوگا۔

حالیہ انتخابات ۲۰۱۳ء میں نواز شریف صاحب بھاری اکثریت سے کامیاب ہوکر جب تیسری بار ملک کے وزیراعظم منتخب ہوئے تو عام تأثر یہ تھا کہ انہوں نے دس سالہ جلاوطنی اور پاکستان سے دور کیے جانے کی بنا پر بہت کچھ سیکھ لیا ہوگا اور اب وہ اپنی کابینہ کے افراد اور اپنی حکومتی ٹیم میں ایسے لوگوں کو لیں گے جو اسلام، نظریۂ پاکستان اور مسلمانوں کے حقوق کے محافظ اور آئینِ پاکستان کی پاسداری کرنے والے ہوں گے، لیکن لگتا ہے کہ اس بار بھی ان کی ٹیم میں ایسے افراد گھس گئے ہیں جنہیں نہ تو نظریۂ پاکستان کی پرواہ ہے، نہ اسلام کے شعائر کے تقدس اور حرمت کی پاسداری ہے، بلکہ یوں لگتا ہے کہ اس حکومت میں شامل ہوکر نظریۂ پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے پر وہ مامور کیے گئے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت موجودہ وفاقی وزیر اطلاعات جناب پرویز رشید کی وہ تقریر ہے جو انہوں نے ایک ادبی تقریب میں کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ:

’’بچوں کو بھی علم سے محروم رکھو، بڑوں کو بھی علم سے محروم رکھو۔ اب کتاب تو وجود میں آچکی، جب پاکستان بنتا ہے، اسکول تو وجود میں آچکے ہیں، انگریز کا تحفہ ہے، موجود ہے، اب اس کو بند نہیں کیا جاسکتا، اس سے جان نہیں چھڑائی جاسکتی تو اس کا پھر متبادل تلاش کیا گیا کہ کتاب چھپتی رہے لیکن وہ کتاب نہ چھپے جو آپ تحریر کرتے ہیں، وہ فکر عام نہ ہو جس کی شمع آپ جلاتے ہیں۔ لوگوں کو پڑھنے کے لیے کتاب دی جائے تو کون سی دی جائے؟ ’’موت کا منظر عرف مرنے کے بعد کیا ہوگا؟‘‘ (قہقہے) تو جہالت کا وہ طریقہ جو پنڈت جواہر لال نہرو کو سمجھ نہیں آیا وہ ہمارے حکمرانوں کو سمجھ آگیا کہ لوگوں کو جاہل کیسے رکھا جاسکتا ہے! کہ فکر کے متبادل فکر دو لیکن فکر کے متبادل مردہ فکر دے دو اور پھر منبع جو فکر کو پھیلاتا ہے، کیا ہو سکتا تھا؟ لاؤڈ اسپیکر! لاؤڈ اسپیکر بھی اُس کے قبضے میں دے دو اور دن میں ایک دفعہ کے لیے نہیں پانچ دفعہ کے لیے دے دو۔ اب آپ کے پاس اتنے اسکول اور اتنی یونیورسٹیاں نہیں ہیں جتنی جہالت کی یونیورسٹیاں ان کے پاس ہیں (تالیاں) اور بیس پچیس لاکھ طالب علم.... جن کو وہ طالب علم کہتے ہیں... آپ کو تو یہ شکایت ہے کھوڑو صاحب! کہ سندھی سے سندھ کی زبان چھین لی گئی، پختون سے پختون کی زبان چھین لی گئی، پنجابی سے پنجاب کا ورثہ چھین لیا گیا، بلوچستان سے اس کی تہذیب اور ثقافت جو تھی اس کو چھین لیا گیا۔ لیکن مجھے یہ بتایئے کہ یہ جو یونیورسٹیاں ہیں جن کو ہم سب چندہ بھی دیتے ہیں، عید بقرعید پر فطرانے اور چندے اور کھالیں، اور خود پالتی ہے ہماری سوسائٹی...... یہ جو جہالت کی یونیورسٹیاں ہیں...... پنجابی سندھی، پٹھان، مہاجر بھئی! ان مسئلوں کا تو حل نکل سکتا ہے، ان مسئلوں کے حل دنیا نے تلاش کئے ہوئے ہیں، پاکستان کے آئین میں بھی ان کا جواب موجود ہے۔ بدقسمتی یہ کہ چونکہ آئین پر عمل نہیں ہوتا تو جھگڑا باقی رہ جاتا ہے لیکن جو فکر انہوں نے دے دی، جو نفرت، تعصب، تنگ نظری انہوں نے پھیلا دی اور جو روز پھیلاتے ہیں اور جو تقسیم انہوں نے ڈال دی.... اسکول میں نصاب میں ایک ہی جماعت میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو تقسیم کردیا گیا کہ ایک فرقے کا نصاب یہ ہوگا کہ زکوٰۃ کیسے دینی ہے اور دوسرے فرقے کا نصاب یہ ہوگا کہ زکوٰۃ کیسے نہیں دینی؟‘‘

ہمارے علمائے کرام کو پرویز رشید صاحب کی تقریر پڑھ کر طیش میں نہیں آنا چاہیے، اس لیے کہ برتن سے وہی جھلکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا: ’’قد بدت البغضاء من أفواههم وماتخفی صدورهم أكبر۔‘‘ (آل عمران:۱۱۸)...... ’’نکلی پڑتی ہے دشمنی

ان کی زبان سے اور جو کچھ مخفی ہے ان کے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔“

اصل میں پرویز رشید جیسے لوگوں کو پریشانی یہ ہورہی ہے کہ پاکستان میں دین کی بات کیوں کی جاتی اور کیوں سنی جاتی ہے! اور نوجوان نسل مسجد، مدرسہ، قرآن کریم اور دینی تعلیمات کی طرف کیوں متوجہ ہورہی ہے اور جو مشن ان کے آقاؤں نے ان کے سپرد کیا ہے، یہ مساجد اور مدارس ان کے آڑے کیوں آرہے ہیں!

پرویز رشید صاحب! اگر آپ نظریہ پاکستان کے حامی ہیں اور آئین پاکستان کا مطالعہ کیا ہے تو اس میں دستور پاکستان کے ”باب:۱، بنیادی حقوق کی شق نمبر:20- قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع“ کے تحت لکھا ہے:

”(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا، اور

(ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔“

(اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، ص:۱۲، ط: دی آئیڈیل پبلشرز کراچی)

اسی طرح شق نمبر:۲۲ ”(۳) قانون کے تابع“ کے تحت لکھا ہے:

”(الف) کسی مذہبی فرقے یا گروہ کو کسی تعلیمی ادارے میں جو کلی طور پر اس فرقے یا گروہ کے زیر اہتمام چلایا جاتا ہو، اس فرقے یا گروہ کے طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہوگی۔“ (اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، (اردو) ص:۱۲، ط: دی آئیڈیل پبلشرز کراچی)

اسی طرح ”باب:۲، حکمت عملی کے اصول کے نمبر:۳۱“ کے تحت لکھا ہے:

”(۱) پاکستان کے مسلمانوں کو، انفرادی اور اجتماعی طور پر، اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔

(۲) پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل کے لیے کوشش کرے گی:

(الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔

(ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دینا اور

(ج) زکوٰۃ (عشر) اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا۔“ (اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، ص:۱۷، ط: دی آئیڈیل پبلشرز کراچی)

اسی طرح دستور کے ”حصہ نہم (اسلامی احکام) کے نمبر:۲۲۷“ کے تحت لکھا ہے:

”تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔“ (اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، ص:۱۲۵، ط: دی آئیڈیل پبلشرز کراچی)

جب آئین میں یہ بات صراحت اور وضاحت کے ساتھ طے ہوچکی ہے کہ اس ملک میں سپریم لاء قرآن وسنت ہوگا اور کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنے گا تو آپ ہی بتایئے جن اداروں میں قرآن وسنت پڑھایا جاتا ہے، وہ ادارے قرآن وسنت کا نور اور روشنی پھیلانے والے ہوئے یا جہالت کی یونیورسٹیاں ہوئیں اور جہاں سے دن رات میں پانچ اوقات مسلم معاشرہ کو کامیابی کی طرف بلایا جاتا ہے، جن کو مساجد کہا جاتا ہے، وہ جہالت کی جگہیں کیسے بن گئیں؟ اور آپ کی مکمل تقریر یہ آئین سے انحراف اور اس کی کھلی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی فرمادیں کہ جو آئین پاکستان کے خلاف بات کرے تو اس کو وزارت پر فائز رہنا تو بڑی بات ہے، کیا اسے اس ملک میں رہنے کا کوئی حق ہے؟ آپ ہی بتلائیں! ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا رہا زکوٰۃ۔" (التوبہ:۱۸)

اور منافقین و کفار کے بارہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

"اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جاوے وہاں نام اس کا اور کوشش کی ان کی اجاڑنے میں۔" (البقرۃ:۱۱۴)

حضور اکرم ﷺ کا تو ارشاد ہے کہ:

۱:..... "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔" (مشکوٰۃ:۶۸)

۲:....."رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو کچھ چر لیا کرو۔ کہا گیا: یا رسول اللہ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مساجد۔ پھر عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ان کے چرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنا۔" (مشکوٰۃ:۷۰)

۳:....."جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔" (مشکوٰۃ:۶۸)

۴:....."جو صبح کے وقت یا شام کے وقت مسجد کی طرف چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ٹھکانہ تیار کرتا ہے جب بھی وہ صبح یا شام کو چلتا ہے۔" (مشکوٰۃ:۶۸)

۵:.....حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "وہ سات لوگ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، ان میں سے ایک وہ آدمی ہے کہ: "قلبه معلق بالمساجد أو كما قال۔" (مشکوٰۃ:۶۸)....."جس کا دل مساجد کے ساتھ جڑا ہوا ہو۔"

اب پرویز رشید صاحب بتائیں کہ مسلمان اس کی بات مانیں یا اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں؟

پرویز رشید صاحب "موت کا منظر عرف مرنے کے بعد کیا ہوگا؟" اس کو مردہ فکر قرار دے رہے ہیں، اور اس کا تمسخر اڑا رہے ہیں، حالانکہ تمام انبیا علیہم السلام کے فرائض میں سے تھا کہ وہ توحید اور رسالت کے اقرار کے ساتھ ساتھ عقیدہ معاد کی تبلیغ بھی کرتے تھے، لوگوں کو اس کے ماننے کی دعوت دیتے تھے۔

قرآن کریم میں ہے:

"نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف، لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔" (البقرۃ:۱۷۷)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا۔" (النساء:۱۳۶)

پرویز صاحب! ایک مسلمان کو قرآن کریم کی بھی ضرورت ہے، احادیث رسول اللہ ﷺ کی بھی ضرورت ہے، مساجد و مدارس کی بھی ضرورت ہے اور صرف مسلمان ہی نہیں تمام آسمانی مذاہب پر ایمان رکھنے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آخرت حق ہے۔ وہی زندگی اصل میں زندگی ہے، وہیں جزا وسزا ہوگی اور دنیا میں ایک انسان اچھا یا برا جو بھی کرتا ہے، آخرت میں سب کا حساب ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ ایک عام آدمی بھی سمجھتا ہے کہ یہ آپ کی باتیں کسی مسلمان کلمہ گو آدمی کی باتیں نہیں ہوسکتیں، اس لیے کہ ایک غیر مسلم بھی مساجد و معابد کا احترام کرتا ہے، چہ جائیکہ ایک اسلامی ملک کا "مسلمان" وزیر ایسی باتیں کہے!

بہرحال وزیر اعظم نواز شریف صاحب، موجودہ حکومت، پاکستان مسلم لیگ کی قیادت اور اہم مناصب پر فائز شخصیات کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ پرویز رشید صاحب سے اس کی وضاحت طلب کریں۔ اگر ان کا عقیدہ قرآن وسنت پر نہیں اور مساجد اور ان میں پانچ وقت ہونے والی اذان ان کو پسند نہیں تو پھر وہ اپنی وزارت سے استعفیٰ دیں اور ایسے ملک چلے جائیں جہاں انہیں ایسی چیزوں سے واسطہ نہ ہو۔ اور اگر وہ اس پر نادم ہیں یا ان سے غلطی ہوئی ہے تو وہ اس کی وضاحت کریں۔ ورنہ یہ دین اسلام، شعائر اسلام اور مسلمات دینیہ کی ایسی ہرزہ سرائی ہے کہ اس کی نحوست سے پوری حکومتی کشتی ڈوبنے کا اندیشہ ہے۔ إن في ذلك لعبرة لأولي الأبصار۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

قرآن کریم اور اس کے بنیادی حقوق!

مولانا سید صہیب حسینی ندوی

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عدم سے وجود بخشا اور دنیا کو مختلف چیزوں سے آراستہ کر کے سجادیا اور انسانوں کو اس کائنات کا ہیرو اور نوشہ بنادیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ....'' (سورۂ بنی اسرائیل:۷۰)

ترجمہ:''اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی ہے اور ہم نے انہیں خشکی اور دریاؤں میں سوار کیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں عطا کیں۔''

اللہ تعالیٰ نے کائنات اور دنیا کی چیزوں میں سب سے زیادہ موزوں انسان کو بنایا:

''لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ'' (سورۃ التین:۴)

ترجمہ:''ہم نے انسان کو بہترین ساخت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔''

دنیا کی ساری چیزیں انسانیت کی ضروریات کے لئے پیدا کیں اور انسان کو اپنی بندگی وعبادت کے لئے اور اس دھرتی پر نظام الٰہی نافذ کرنے، چلانے اور دنیا کو پرسکون امن وآشتی، پیار ومحبت کا سبق سکھانے اور علم کی دولت سے مالا مال کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے:

''وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً'' (البقرہ:۳۰)

ترجمہ:''اور یاد کرو اس وقت کو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا: میں زمین میں اپنا نائب بنانے جارہا ہوں۔''

اور پیدائش کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ'' (سورۂ ذاریات:۵۶)

ترجمہ:''اور میں نے تو جنات اور انسان کو پیدا ہی اس غرض سے کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے عالم ارواح میں اپنی ربوبیت کا اقرار لیا، قرآن کریم میں اس کا تذکرہ اس طرح ہے:

''وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ'' (الاعراف:۱۷۲)

ترجمہ:''جب آپ کے پروردگار نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل کو پیدا کیا اور خود انہی کو ان کی جانوں پر گواہ کیا اور کہا: کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ بولے ضرور ہیں، یہ اس لئے ہوا کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔''

اس مشاہداتی اقرار وایمان کے بعد اللہ تعالیٰ اس انسان کو عالم ارواح سے عالم اجساد یعنی دنیا میں بھیجتا رہتا ہے اور یہ تسلسل حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر قیامت سے پہلے پہلے وجود میں آنے والے انسانی آخری بچے تک رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے کن فیکون نظام قدرت کے ذریعہ نظام کائنات چل رہا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا۔

عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ کا دیدار واقرار ہوا اور عالم آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اور جزا وسزا کا عمل ہوگا۔ ان دونوں کے درمیان ایک عالم ہے اس کو عالم اجساد یا عالم دنیا کہتے ہیں یہ یہاں اللہ تعالیٰ غیب میں ہے۔ اس کے عالم ارواح کے ربوبیت کے اقرار اور عالم آخرت کے جزا وسزا کے عمل کو جاننے، سمجھنے اور سمجھ کر عمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو ایک نظام عطا کیا ہے، اسی نظام کو کلام الٰہی کہتے ہیں اور اس کلام الٰہی کو جاننے، سمجھنے اور سمجھانے کے لئے انسانوں میں ہی سے سب سے اعلیٰ صفات سے متصف انسان کو بحیثیت قاصد وہادی کے منتخب کیا۔

اس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے کی جو جنس انسان کے جد امجد اور بابا آدم ہیں اور اس کے بعد ہر زمانہ اور علاقہ کے لئے ضرورت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اپنا قاصد وہادی منتخب کرتا رہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ'' (الرعد:۷)...ہر ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہے... اخیر میں ساری دنیا اور قیامت تک کے لئے نبی آخر الزمان خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اور دنیا سے جانے کے

بعد یہ بار امانت امت محمدیہ کے کاندھوں پر ڈال دیا گیا، اسی وجہ سے یہ امت نبی کی وارث قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔'' (راوہ ابوداؤد،ترمذی)

ترجمہ: ''علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں، انبیاء درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے، بلکہ علم کاوارث بناتے ہیں، جس نے اس علم کو لے لیااس نے بڑی اہم چیز کو لے لیا۔''

ان ساری باتوں سے آپ کے سامنے کلام الٰہی کی ضرورت اور اس کو سمجھانے کے لئے قاصد و رہبر اور رسول کی مقصدیت واضح ہوگئی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے رشد وہدایت اور انسانیت کی رہنمائی کے لئے سب سے اخیر میں اپنا کلام قرآن کریم کی شکل میں اتارا۔ اس کو بتانے، سکھانے، سمجھانے اور پڑھانے کے لئے آخری قاصد نبی آخرالزماں، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں منتخب کردیا اور یہ اعلان بھی کردیا کہ یہ آخری کتاب ہے اور یہ آخری رسول ہے، اب قیامت تک اس کے علاوہ کوئی نہ کتاب آئے گی اور نہ کوئی دوسرا رسول، اب اس کو ماننا ہے اور اسی سے رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ جو بھی کتاب وسنت یا ان میں سے کسی ایک سے بھی روگردانی کرے گا، یا نگاہیں پھیر کر چلے گا وہ ضرور بھٹک جائے گا اور جب بھٹکے گا تو منزل مقصود تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا جب قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی خصوصیات میں یہ داخل ہے کہ یہ آسان کلام ہے، اعجازی پہلوؤں پر مشتمل ہے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے، ہرضرورت اور تقاضے کو پورا کرنے والا ہے اور ہمارے لئے ہی اترا ہے: ''فیہ ذکرکم افلا تعقلون۔''... اس میں تمہارا تذکرہ ہے، کیا تم عقل نہیں رکھتے... ان ساری باتوں کی وجہ سے ہمیں قرآن کریم کے حقوق کا جاننا ضروری ہے اور جاننے کے بعد اپنے کواسی میں ڈھالنا ضروری ہے، اگر ہم نے ایسا کرلیا تو ہم انسان کہلانے کے مستحق ہیں ورنہ جانور ہم سے بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے:

''اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔'' (الاعراف:۱۷۹)

ترجمہ: ''یہ لوگ جانور کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ''

قرآن کریم کے چھ بنیادی حقوق ہیں، جن کو یہاں بیان کیا جارہا ہے:

۱:... قرآن کریم کا پہلا حق یہ ہے کہ ہم دل و جان سے اس کا یقین کریں کہ الحمد للہ رب العالمین سے لے کر من الجنة والناس یعنی سورۂ فاتحہ سے لے کر سورۂ ناس تک پورا قرآن مکمل طور پر بغیر کسی شک وشبہ کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو جبرئیل امین کے ذریعہ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چودہ سو سال پہلے اترا۔ اس کی کسی سورت، کسی آیت یہاں تک زبر، زیر، پیش میں کوئی فرق نہیں ہے۔ قرآن نے اس کی حفاظت کا خود وعدہ کیا ہے:

''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔'' (الحجر:۹)

ترجمہ: ''ہم نے ہی قرآن کواتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

۲:... جب ہم نے کامل طور پر مان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو قرآن کریم کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ عظمت واحترام، صفائی وستھرائی اور پاکیزگی کے جو بھی راستے ہوسکتے ہیں وہ اس کے ساتھ اختیار کئے جائیں: ''لا یمسہ الا المطھرون'' (الواقعہ:۷۹)... ظاہری و باطنی پاکی کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی عظمت کے قائل ہوں۔ حالت حدث میں اس کو چھوئیں نہیں اور حالت جنابت میں اس کو زبان سے ادا کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی بے ادبی کا برتاؤ نہ کریں۔

۳:... قرآن کریم کا تیسرا حق یہ ہے کہ اس کو پڑھا جائے، اس کی تلاوت کی جائے۔ اس کی تلاوت کا حکم قرآن وحدیث دونوں میں ہے اور اس پر اجر و ثواب کے وعدے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ'' (العنکبوت:۴۵)... جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کیجئے... ازواج مطہرات کو حکم ہے: ''وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ آیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَةِ'' (الاحزاب:۳۴)... اور تم اللہ تعالیٰ کی ان آیات اور اس حکم کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں پڑھ کر سنائے جاتے رہتے ہیں...

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد میں تلاوت قرآن بھی ایک مقصد ہے: ''یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ آیٰتِکَ۔'' (البقرہ:۱۲۹)... جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے...

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ''الم'' یعنی صرف تین حرف اپنی زبان سے ادا کئے، اس کو تیس نیکیاں حاصل ہوں گی، ہر ہر حرف کے بدلہ میں دس دس نیکیاں۔ اس اجر وثواب کے علاوہ احادیث میں قرآن کریم کے پڑھنے اور مختلف سورتوں کے الگ الگ پڑھنے اور آیات کے الگ الگ پڑھنے پر بھی بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں اور اجر وثواب کے وعدے ہیں، اس کو جاننے کے لئے فضائل قرآن والی احادیث پڑھنا چاہئے۔

۴:... قرآن کریم کا چوتھا حق یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے۔ یہ کتاب صرف پڑھنے کے لئے نہیں

اتری ہے بلکہ اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ ہدایت بغیر جانے اور سمجھے نہیں مل سکتی اور مقصد نبوت میں ایک اہم مقصد اس کو بھی بیان کیا گیا ہے: "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" (البقرہ:۱۲۹)... اور انہیں کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے....

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے مترجمین اور مفسرین کو جنہوں نے عربی زبان والے قرآن کریم کو ہمارے لئے ہماری زبانوں میں منتقل ہی نہیں کیا بلکہ اس کے معانی و مطالب کھول کر اور واضح کر کے دکھلائے اور ہمارے لئے سجا سجایا تیار شدہ اور آراستہ دسترخوان بچھا دیا ہے۔ اگر اس کے باوجود ہم اس کے قریب نہیں آتے ہیں اور قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں تو کل آخرت میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ جب قرآن کریم ہم سے جھگڑا کرے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: تم نے دنیا میں سب کچھ پڑھا، سیکھا، سمجھا لیکن جو کتاب دنیا و آخرت دونوں جگہ کامیابی دلانے والی تھی اور وہ ہماری کتاب تھی، اس کے لئے تمہارے پاس فرصت نہیں تھی یا وقت نہیں تھا یا اس کو تم اہم نہیں سمجھتے تھے یا اس کو بے مقصد سمجھ لیا تھا یا اس کو صرف برکت کی چیز سمجھ بیٹھے تھے، حالانکہ یہ کتاب رشد و ہدایت و رہنمائی اور منزل مقصود تک پہنچانے کا اصلی ذریعہ ہے۔ جب یہ اور اس جیسے سوالات آخرت میں ہوں گے تو اس وقت یاحسرتا مافرطت فی جنب اللہ ہائے ہائے افسوس کا نعرہ زبان پر طاری ہوگا اور اللہ اندھا بنا کر اٹھائیں گے:

"وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ○ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى۔"

(طٰہٰ:۱۲۴،۱۲۶)

ترجمہ: "اور جو کوئی میری نصیحت (قرآن کریم) سے اعراض رکھے گا اس کے لئے تنگی کا جینا ہے اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے اور وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ درآنحالانکہ میں آنکھوں والا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تیرے پاس ہماری نشانیاں پہنچی تھیں، سو تو نے ان کا خیال نہیں کیا، اسی طرح آج تیرا خیال نہیں کیا جائے گا۔"

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں یہ مضمون آیا ہے اور بہت سی احادیث میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے، دو احادیث صرف پیش کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیر کم من تعلم القرآن وعلمه" (الحدیث)... تم میں بہتر وہ ہے جس نے قرآن کریم سیکھا اور سکھایا...

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان الذی لیس فی جوفه شئی من القرآن کالبیت الخرب" (الحدیث) ... وہ شخص جس کے پیٹ میں کچھ بھی قرآن نہیں وہ اجڑے ہوئے گھر کی طرح ہے....

قرآن و حدیث کی ان ساری ہدایات کے باوجود اگر ہم قرآن کریم کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں تو ہماری محرومی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور نبوی زندگی پر چلنا آسان بنائے۔

۵:... قرآن کریم کا پانچواں حق یہ ہے کہ یہ کتاب صرف پڑھنے، سمجھنے، اور جاننے کے لئے ہی نہیں آئی ہے بلکہ زندگیوں میں اتارنے کے لئے آئی ہے اور زندگیوں میں اتار کر انفرادی زندگی، اجتماعی زندگی، تمدنی زندگی، ملکی زندگی اور عالمی قانون الٰہی کو دنیا میں نافذ کرنے اور جاری کرنے کے لئے آئی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی سنت یہی تھی کہ وہ قرآن کریم کو پڑھتے تھے اور زندگیوں میں اتار لیتے تھے، اس لئے دیکھنے والے ان کو چلتا پھرتا قرآن کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے پوچھا: آپ نے فرمایا: "کان خلقه القرآن"... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تو قرآن کا نمونہ تھے... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآنی زندگی اسلام کے پھیلنے کا سب سے بڑا ذریعہ بنی۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی و روحانی دونوں قسم کے عمل کی ضرورت ہے ورنہ ایمان ناقص رہے گا اور بعض صورتوں میں رخصت ہوجائے گا۔ اسی لئے قرآن کریم نے اس کے لئے "ویزکیھم" (البقرہ:۱۲۹) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جسمانی عمل کا تعلق ہاتھ پیر، آنکھ، کان اور زبان سے ہے اور یہ چیزیں نظام الٰہی کے تحت کام کرنے والی بن جائیں اور روحانی عمل کا تعلق، قلب و روح، ذہن و دماغ، افکار و خیالات اور نیتوں سے ہے، یہ سب درست ہوں اور آدمی دوسری طرف روحانی امراض سے اپنے کو بچانے والا بھی ہو یعنی حسد، کینہ، جلن، گھمنڈ، کبر و غرور، حرص و طمع اور عجب سے اپنے کو دور رکھے، جب اس طرح جسمانی و روحانی اعمال قرآن کے سانچے میں ڈھل جائیں گے تو اس حق کو ادا کرنے والا بنے گا۔

۶:... قرآن کریم کا چھٹا حق یہ ہے کہ جب قرآن کریم پڑھ لیا، سمجھ لیا، عمل کرلیا تو اس کو عام کرنا، پھیلانا، نشر و اشاعت کرنا اور دعوت کے مختلف طریقوں سے اس کو لوگوں تک پہنچانا اور نشر و اشاعت اور پیغام رسانی کے جو بھی جائز طریقے ہیں ان کو

استعمال کرکے دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک قرآن کے پیغام کو عام کرنا، اس کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اور نیابتاً امت محمدیہ کو بھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''یا ایھا الرسول بلغ ما أنزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ'' (المائدہ:۶۷)

ترجمہ: ''اے رسول! آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس کو پہنچادیجئے، اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ اپنی رسالت کا حق ادا کرنے والے نہیں ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلغوا عنی ولو آیۃ فرب مبلغ اوعی من سامع۔'' (الحدیث)

ترجمہ: ''ہم سے بات منتقل کردو چاہے ایک آیت ہی ہو۔''

کتنے ایسے لوگ ہیں جن تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہوتے ہیں۔

اس کے برخلاف تعلیم وتعلم سے کنارہ کشی اختیار کرنے والوں اور علم کو نہ پھیلانے والوں اور چھپا کر رکھنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار۔'' (الحدیث)

ترجمہ: ''جس سے کوئی ایسی دینی بات پوچھی گئی جس کو وہ جانتا ہے، پھر اس نے اس کو چھپایا تو اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام لگائی جائے گی۔''

قرآن وحدیث میں دعوتی پہلو بہت ہی زوروشور کے ساتھ بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس امت کو خیرامت کا لقب ہی دعوت وتبلیغ یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کرنے پر ہی دیا گیا ہے:

''کُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ'' (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: ''تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اس امت کو جو تحفہ دیا، جس چیز کی تاکید کی اور جس کو راہ نجات اور گمراہی سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا، وہ قرآن وسنت ہے۔ آپ نے فرمایا:

''ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما ان تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ'' (الحدیث)

ترجمہ: ''دو چیزیں چھوڑ کر میں جارہا ہوں اگر تم نے ان کو اچھی طرح تھام لیا، مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہوسکتے، ایک اللہ کی کتاب قرآن کریم اور دوسری چیز اس کے رسول کی سنت۔''

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ہم کو معلوم ہوگیا کہ قرآن کریم کے بنیادی حقوق کیا ہیں، لہٰذا ہر مسلمان کو بحیثیت مسلمان قرآن کریم کے مقام ومرتبہ کو جان کر اس کے حقوق ادا کرنا چاہئے اور اس میں اپنی وسعت وطاقت کے اعتبار سے لگنا چاہئے اور ان کاموں میں ایک دوسرے کا معاون بننا چاہئے، تاکہ اتحاد واتفاق جو اسلام کی بنیاد ہے اور جس پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے وعدے ہیں اور جس سے ہماری شان وشوکت، عظمت وغلبہ اور عزت ووقار جڑا ہوا ہے، وہ سب واپس آسکے اور آج امت جس کا رونا رورہی ہے اس سے ہم نکل سکیں۔ آمین یارب العالمین. وما توفیقی الا باللہ۔☆☆

کفار نے گستاخانہ خاکوں کی نمائش کرکے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا قاری علیم الدین، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا مسرور حسن ضیاء ودیگر علماء نے خطبات جمعہ میں تحفظ ناموس رسالت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شان رسالت کے خلاف کسی قسم کی توہین برداشت نہیں کریں گے۔ امریکی نجی کمپنی نے گستاخانہ خاکے شائع کرکے پوری دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے۔ گستاخانہ خاکوں کے خلاف اسلامی دنیا کو متحد ہوکر میدان میں آنا ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اظہار رائے کی آزادی کا نام دے کر گستاخی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کفار نے گستاخانہ خاکوں کی نمائش کرکے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ حکومت گستاخانہ خاکوں کا مسئلہ عالمی سطح پر اٹھاتے ہوئے اسلامیان پاکستان کے جذبات کی ترجمانی کرے۔ علماء کرام نے شہداء ناموس رسالت کو بھرپور انداز میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ امریکا میں گستاخانہ نمائش کو روکنے والے شہداء نے ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند کیا ان کی اس لازوال قربانی کو ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ علماء نے کہا کہ تمام انبیاء کرام کا ادب واحترام کرنا یہ تمام مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ اور نظریہ ہے۔ مسلمان کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہی توہین رسالت کو برداشت کرسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ انبیاء کرام کی ناموس کا قانون بنائے۔ توہین آمیز خاکوں کے مسئلے پر اقوام متحدہ کی خاموشی لمحہ فکریہ ہے۔ دنیا میں امن وسلامتی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے ساتھ مشروط ہے۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے پوری انسانیت کے مجرم اور عالمی امن کے بدترین دشمن ہیں۔

منفی عمل کا مثبت جواب

جاوید اختر ندوی

مغربی ممالک میں اسلام اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیان بازیاں، توہین آمیز خاکے اور نازیبا الفاظ وتعبیرات استعمال کرنے کا گویا ایک مقابلہ چلا آرہا ہے، ہر شخص نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرکے اپنی قوم اور برادری میں اعلیٰ مقام پانا چاہتا ہے، قرآن مجید نے تو اس کا اعلان آج سے صدیوں قبل کر دیا تھا کہ:

"یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کم ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ کہیں زیادہ سنگین اور خباثتوں سے پُر ہے۔"

ان حرکتوں سے یہ بات تو جگ ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ اسلام اور اس کی تعلیمات، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اخلاق کریمانہ سے نہایت خوفزدہ ہیں کہ اگر ان حرکتوں کے ذریعہ اپنی قوم کو اسلام اور سیرت رسول سے دور نہیں رکھا اور وہ محض معلوم کرنے کی حد تک ہی ان کے قریب پہنچ گئے تو ہمارے مذہب کو چھوڑ کر اسلامی تعلیمات اور نبوی صفات سے متاثر ہوکر ان ہی کے ہوکر رہ جائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی کچھ اور ہوتی ہے، بندہ وہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے وہ تو سب سے اچھی تدبیر کرنے والا ہے، خیر کا پہلو اللہ رب العزت نے شر کے اندر سے پیدا کر دیا، مغرب کے پروپیگنڈا کی وجہ سے اہل مغرب اسلام کی طرف بکثرت مائل ہونے لگے اور اس کا مطالعہ کرنے لگے کہ کیسا مذہب ہے، کس چیز کی دعوت دیتا ہے؟ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بغور جائزہ لینے لگے کہ آخر یہ شخصیت کون ہیں؟ اور ان کے خلاف ہماری قوم کے لوگ اس قدر کیوں جلے بھنے ہیں، ان کی توہین کرنے میں ہمارے عالی دماغ اور بہترین توانائیاں کیونکر صرف ہورہی ہیں؟ جب حقیقت کا مطالعہ کرنا شروع کیا تو معاملہ کچھ اور ہی نظر آیا اور اپنوں سے ایسی نفرت ہوئی کہ پھر اسلام اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی فدائی ہوکر رہ گئے۔ اس طرح کے واقعات اب روزمرہ کے معمولات میں شامل ہوگئے ہیں، اس لئے مغرب میں بسنے والے مسلمانوں نے ان منفی حرکتوں کا جواب دینے کے لئے بہت ہی مثبت اور مفید رُخ اختیار کیا ہے اور اس کے بڑے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں۔

برطانیہ کا ایک صوبہ اسکاٹ لینڈ ہے، اس کے شہر ڈنڈی کے مسلمانوں نے ان دنوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے شائع کئے جانے والے کارٹونوں اور بنائی جانے والی فلموں کے جواب میں ایسے ردعمل کا اظہار کیا ہے جو اسلام مخالف یا آزادیٔ اظہار رائے کے حامی گروہوں کو نہ کسی اعتراض کا موقع فراہم کرتا ہے اور نہ ہی ان کو تعلیمات نبوی سے بے خبر اور بے فیض رکھتا ہے، بلکہ اس امر کا پورا امکان ہے کہ اس قسم کا ردعمل ان گروہوں کو اپنی اوچھی اور سفلی حرکتوں پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کردے۔

ڈنڈی کے مسلمانوں نے ردعمل کے طور پر شہر اور اطراف میں چلائی جانے والی ٹرانسپورٹ، بسوں پر اشتہارات کے لئے مختص جگہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث انگریزی زبان میں جلی حروف میں لگادی ہے اور مختلف بسوں پر مختلف احادیث لکھی ہیں جو با آسانی دور و نزدیک سے پڑھی جاسکتی ہیں، مثلاً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلایا کہ: "وہ ہم میں سے نہیں جو صرف اپنا پیٹ بھرلے اور اس کا پڑوسی خالی پیٹ سوجائے۔"

موجودہ حالات میں یہ ایک بہترین دعوتی اسلوب ہے، خصوصاً فرانس کے شہر پیرس میں ہونے والے واقعے کے بعد ٹوئیٹر، فیس بک اور دیگر ذرائع مواصلات پر سب سے زیادہ گردش کرنے والا سوال یہی ہے کہ: "یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہے؟"

سوال کرنے والے تمام کے تمام غیر مسلم ہیں، جو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر یہ ایسی کون سی شخصیت ہے جس کے لئے مسلمان اس قدر تڑپتے ہیں اور جس کی مخالفت پر ساری دنیا نے کمر باندھ رکھی ہے۔ اس وقت مغربی عوام نے اس عظیم شخصیت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو جاننے کے لئے اپنا دل و دماغ کھول دیا ہے، سوال یہ ہے کہ ان کو امت مسلمہ کب اور کیسے اس کا جواب دیتی ہے؟ محض خالی خولی نعروں، جلسے اور جلوسوں اور اخباری بیانات نہ کوئی حیثیت رکھتے ہیں نہ ہی مثبت جواب بن سکتے ہیں۔ جواب کا صحیح اور مناسب طریقہ یہی ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق غیر مسلم حضرات تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ کی احادیث کو پہنچایا جائے، اس سے ان کے ذہنوں میں نسل در نسل چلی آرہی غلط فہمیاں دور ہوں گی، اسلامی دعوت کا کام ہوگا اور یہ دین ایسے تازہ دم خون وہاں سے حاصل کرے گا جو دعوت اسلامی کی توسیع و اشاعت کے لئے نہایت ممد ومعاون ثابت ہوں گے اور کعبہ کو صنم خانے سے پاسبان مل جائیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ ☆☆

مرگی یا جادو وجنات کا اثر؟

ڈاکٹر زاہد الحق قریشی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے روح کو اللہ تعالیٰ کا ''امر'' فرمایا ہے۔ بچہ جب ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہوتا ہے تو اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، اس کے بعد حمل کا بلاوجہ اسقاط کروانا یا کرنا قتل کے زمرے میں آتا ہے۔ انسان کے تمام حرکات و افعال انسان کے دماغ کے مختلف حصوں کے تابع ہوتے ہیں۔ دماغ کے کچھ حصے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اختیار میں دے دیے ہیں اور کچھ غیر اختیاری ہیں۔ انسان کی پانچ حسیں: سونگھنا، چکھنا، ہنسنا، بولنا اور محسوس کرنا اختیاری ہیں، جب کہ غیر اختیاری کی مثال دل کی دھڑکن ہے۔ اسے انسان نہ اپنے ارادے سے روک سکتا ہے اور نہ ہی اگر رک جائے تو جاری کرسکتا ہے۔ یہ سوتے جاگتے دماغ کے غیر ارادی نظام کے تابع ہے، کیونکہ انسان چوبیس گھنٹے اس کی نگرانی نہیں کرسکتا۔ یہ بھی قدرت کی طرف سے بلا معاوضہ انعام ہے جس کا، چاہے عمر ۱۰۰ سال بھی ہو جائے، کبھی بل نہیں آتا۔

مرگی کی تعریف:

جب دماغ کا کوئی بھی ایسا حصہ جو کہ ارادی عضلات کو کنٹرول کرتا ہے وہ باغی ہو کر اپنی من مانی پر اتر آئے یعنی انسان کے تابع نہ رہے، اسے مرگی کا مرض کہتے ہیں۔ من مانی اور بغاوت کا دورانیہ چند سیکنڈ سے لے کر چند منٹوں تک بھی ہوسکتا ہے۔ عموماً طویل دورانیہ میں یا تو مریض بے ہوش ہوجاتا ہے، یا ایک دورہ ختم ہوتے ہی دوسرا دورہ شروع ہوجاتا ہے، اس طرح مسلسل دورے پڑتے ہیں۔

چند کیس، علامات وغیرہ:

عوام کو ان واقعات سے مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہوجائے گی۔ ان واقعات میں نام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ریاست بہاولپور کے ایک قاری صاحب تعویذ دھاگے اور دم وغیرہ کا بھی کام کرتے تھے۔ ایک دن ان کے چھوٹے بچے کو دورہ پڑا تو انہوں نے اپنا بھرم رکھنے کے لئے کہا کہ میں نے ایک عورت کا جن نکالا تھا، وہ اس وقت سے پیچھے پڑا ہوا ہے، جب بھی ادھر سے گزرتا ہے بچے کو پر مار جاتا ہے۔ ایک ذہین ڈاکٹر صاحب وہاں موجود تھے، انہوں نے مصلحت کے تحت اس وقت تو کچھ نہ کہا، تنہائی میں قاری صاحب کو پیشکش کی کہ اس بچے کا علاج ہوسکتا ہے۔ قاری صاحب نے رازداری برقرار رکھنے کی شرط پر حامی بھرلی، بچہ ٹھیک ہوگیا۔ قاری صاحب ذہین بھی تھے، انہوں نے نسخہ سنبھال کر رکھ لیا اور ایسے مریضوں کو تعویذ کے ساتھ دوا بھی دینی شروع کردی، جس سے ان کے تعویذات کا اثر دو چند ہوگیا۔ ایلوپیتھک (انگریزی) طریقہ علاج میں مرگی کی صرف چار ہی دوائیں ہیں۔ اصل اہمیت دوا کی مقدار اور مدت علاج کی ہے۔

ایک مریض جو کہ مینٹل ہسپتال میں داخل تھا، اسے اکثر ایک کوٹھری میں بند رکھا جاتا کیونکہ جب اسے دورہ پڑتا تو وہ بہت زیادہ بولنا شروع کردیتا، ہر ایک کو کوئی نہ کوئی حکم دیتا، مذہب کی تلقین کرتا، جوشیلی تقریر کرتا، لوگوں کو مارتا، دکانوں کے تختے الٹ دیتا۔

ایک مریض کو جب دورہ پڑتا تو وہ بے تحاشہ بھاگ کھڑا ہوتا اور ہسپتال کی چاردیواری کے ساتھ کئی چکر لگاتا پھر گر کر بے ہوش ہوجاتا۔

کچھ مریضوں کو دورے سے قبل کانوں میں مختلف قسم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، جسے وہ جن، پری یا فرشتوں کی آوازیں یا حکم سمجھتے ہیں یا مافوق الفطرت چیزوں کا اثر سمجھتے ہیں، کبھی کبھار وہ ان آوازوں پر عمل کرکے اپنے ہی بچوں کو قتل بھی کردیتے ہیں یا نبوت کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں۔

بعض مریضوں کو سخت بدبو آنے لگتی ہے جو کہ دو تین دن کے بعد ختم ہوجاتی ہے، مگر وہ غصے میں ارد گرد والے لوگوں پر تہمت لگاتے ہیں کہ وہ مجھے اذیت پہنچا رہے ہیں۔

ایک مریض نے بتایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک ایسی گاڑی چلا رہا ہوں جس کی بریکیں کسی بھی وقت فیل ہوسکتی ہیں اور اکثر فیل ہوتی رہتی ہیں۔

قوالی سن کر جلال آنا:

ایک نوجوان کی ہسٹری لینے سے اس کے لواحقین نے بتایا کہ اس پر جن آتا ہے، جن شرپسند نہیں ہے لیکن جب آتا ہے تو نوجوان کی باتوں اور چہرے پر جلال کی کیفیت ہوجاتی ہے، کبھی کبھار جن خود ہی آجاتا ہے لیکن اگر کبھی بلانا پڑے تو قوالی کی محفل منعقد کی جاتی ہے جب محفل زوروں پر ہوتی ہے، ہارمونیم، طبلے، ڈھول اور تالیوں کا شور وشغب انتہائی بلندی چھونے لگتا ہے تو لڑکے پر جن کی آمد شروع ہوجاتی ہے، پہلے وہ مستی کے عالم میں سر کو دائیں بائیں جھٹکتا ہے پھر سارے بدن کو ہلانے لگتا ہے، پھر جب قوال صاحبان دھیمے ہوجاتے اور شور ختم ہوجاتا تو مولوی صاحب نوجوان کے سامنے مصلیٰ بچھا کر بیٹھ جاتے اور نہایت ادب سے جن سے

مخاطب ہو کر سوال و جواب کرتے اور نوجوان کی بے سروپا گفتگو یا الٹی سیدھی حرکات سے اپنے مطلب نکال لئے جاتے ہیں۔

۸ سالہ بچی کا جن:

ایک دن اچانک اسے ہتھیلی میں ہلکی سی سرسراہٹ محسوس ہوئی جو کہ چند منٹ بعد ختم ہوگئی، چند روز بعد دونوں ہتھیلیوں میں سرسراہٹ ہوئی، والدین نے ہاتھ صابن سے دھلوائے، چند دن بعد دوبارہ وہی تکلیف شام کو ہونے لگی، پھر یہ گدگدی میں تبدیل ہوگئی، وہ حیرت سے بتاتی کہ دیکھو میری ہتھیلیوں میں گدگدی ہورہی ہے اور اوپر کی طرف آرہی ہے۔ ڈاکٹر کو دکھایا اس نے انجکشن اور وٹامن کی گولیاں دیں، کوئی فائدہ نہ ہوا تو ڈراپ اور کیلشیم کے انجکشن لگائے، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، اب اسے ساتھ ہی غشی کا دورہ بھی پڑنے لگا جو کہ تین چار منٹ رہتا، وہ ہتھیلیوں کو ملتی جاتی اور ہنستی جاتی، پھر یہ گدگدی بازوؤں تک آنا شروع ہوگئی، ایک بزرگ رشتہ دار نے مشورہ دیا کہ اسے فلاں مزار پر لے جاؤ کیونکہ اس پر جن کا اثر ہے، اس پر عمل کیا گیا، لیکن اس کا الٹا اثر ہوا، مرض میں شدت بھی آئی اور دورہ کے ساتھ پیشاب بھی خطا ہونے لگا اور غشی کا دورہ اتنا شدید ہونے لگا کہ ایسا لگتا کہ اب سانس واپس نہ آئے گی، چہرہ بالکل سرخ ہوجاتا، اب دورہ کے ساتھ بچی نے بازوؤں اور چہرے پر کھچاؤ کی شکایت کی، اس کا دائیں طرف کا چہرہ معمولی سا پھڑکنے لگا اور ہونٹ بھی کپکپانے لگے لیکن منٹ بعد لڑکی حسب معمول صحیح حالت پر آگئی۔ دورے کے بعد وہ بے ہوش ہوگئی اور آہستہ آہستہ اس کا چہرہ، دائیں بازو اور پھر تمام بدن اکڑ گیا اور چند لمحوں بعد پھڑ پھڑانے لگی، اس کے بعد دورے کی کیفیت بدل گئی، ہر دورے پر وہ بے قابو ہوجاتی، تمام بدن اکڑ جاتا اور پھڑ پھڑانے لگتا، تمام عاملوں نے جنات کی پکڑ قرار دیا۔ ہمیں تشخیص سے مرگی ثابت ہوئی اور بچی کا شافی علاج ہوگیا۔

ٹانگ میں ریل گاڑی کا چلنا:

ایک لڑکی نے اپنی ہسٹری ایسے بیان کی کہ ڈاکٹر صاحب! یوں لگتا ہے کہ میری ٹانگ میں ریل گاڑی اوپر سے نیچے شور مچاتی چلنا شروع ہوجاتی ہے اور دھیرے دھیرے سفر کرکے میرے پاؤں کے تلوے میں آکر رک جاتی ہے۔ اس دوران مجھ پر ایک خواب کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، دل بُری طرح دھڑکنا شروع کردیتا ہے، ٹانگ میں بھی چند جھٹکے آتے ہیں اور میری عقل ایک لمحہ کے لئے گم ہوجاتی ہے۔ مجھے علم نہیں رہتا کہ میں کہاں ہوں اور کیا کررہی ہوں اور ساتھی کیا کہہ رہے ہیں، کبھی کبھی گر بھی جاتی ہوں، مگر چند سیکنڈ میں سنبھل جاتی ہوں، کچھ دیر نقاہت محسوس ہونے کے بعد پھر کام میں مشغول ہوجاتی ہوں۔ یہ حالت مجھے دو سال سے ستارہی ہے۔ ڈاکٹروں کے علاج سے فرق نہ پڑا تو پیروں، فقیروں اور مزارات پر گئی، انہوں نے بتایا کہ یہ ریل گاڑی والا جن ہے، لیکن فائدہ کسی بھی علاج سے نہیں ہوا۔ درست تشخیص سے علم ہوا کہ یہ مرگی کی قسم ہے اور موثر علاج سے اللہ تعالیٰ نے شفاء کاملہ عطا فرمادی۔

مرگی کی بہت سے اقسام میں سے ایک ''ٹمپورل لوب مرگی'' کی علامات بہت عجیب وغریب ہوتی ہیں۔ اس میں مریض کو وقت کا احساس بالکل نہیں رہتا، چند لمحے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا مہینے، برس یا صدی گزر گئی۔ اس قسم کی مرگی کا مریض اپنی گزشتہ برسوں کی زندگی کو کبھی کبھی چند منٹوں میں دہرالیتا ہے، گویا وہ دوبارہ اس میں زندہ رہا ہے، اس طرح فاصلوں کا تصور بھی بدل جاتا ہے۔ گویا اس کے زماں و مکاں پر کوئی طبعی قانون لاگو نہیں ہوتا۔ وقت، فاصلے، چیزیں، جسامت و قدامت، گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، چھوٹی چیزیں بڑی اور بڑی چھوٹی معلوم ہوتی ہیں، دور کی چیزیں نزدیک اور نزدیک کی دور معلوم ہوتی ہیں، کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ روح جسم چھوڑ کر ساری دنیا کے نظارے کرتی پھررہی ہے۔

ایک مریض کی دلچسپ داستان:

ڈاکٹر صاحب! میں ایک پُراسرار کیفیت سے دوچار ہوں۔ گزشتہ کئی سال سے کبھی کبھار مجھ پر یک لخت ایک ایسی کیفیت طاری ہوجاتی ہے کہ بستر پر پڑے پڑے نیم مدہوشی کی حالت میں مجھے اپنے لڑکپن اور ابتدائے جوانی کے دلچسپ یا تکلیف دہ واقعات اس طرح ظاہر ہونے لگتے ہیں جیسے میں ان سے دوبارہ گزررہا ہوں۔ یہ سب کچھ مجھے سینما کی فلم کی طرح حقیقی معلوم ہوتے ہیں، وہی ساتھی وہی کھیت اور کھیل کے میدان نظر آتے ہیں، سب لوگ جانے پہچانے معلوم ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ میں نے اصل زندگی رنج وصعوبتیں اور خوشیاں گزاری تھیں۔ میں اپنے خیال میں چند ماہ یا چند سال گزار دیتا ہوں، مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو گھڑی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی صرف دس پندرہ منٹ ہی گزرے ہیں۔ پھر مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے لیٹنے سے قبل پانی پیا تھا، اسے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ گزرا ہوگا تو پھر لیٹنے کے دوران برسوں، جو حقیقی معلوم ہوتے تھے، کیسے گزر گئے؟ (یہ ان لوگوں کے لئے باعث حیرت ہے جو کہتے ہیں کہ آخرت میں ہمارا کیسے حساب کتاب ہوگا؟ ہماری پوری زندگی کی ایک ایک لمحہ کی ویڈیو فلم بن رہی ہے، وہ دکھائی جائے گی، تب مانے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا) ابتدا میں تو گزشتہ زندگی اس کیفیت میں دہرائی جاتی تھی، جو اکثر ایک ہی قسم کی ہوتی تھی مگر اب تو مستقبل کی زندگی کے مناظر جو برسوں میں پیش آنے چاہئیں، منٹوں میں گزر جاتے ہیں اور مجھے وقت کا احساس بالکل نہیں رہتا۔ اس

کیفیت سے نکلنے کے بعد بڑی مشکل سے یہ یقین کرپاتا ہوں کہ نہ دن بدلا ہے نہ سال، صرف چند منٹ ہی گزرے ہیں۔

آج کل یہ حالت متعدد بار طاری ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ نزدیک کی آواز میلوں دور سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور کبھی سڑک پر سے گزرنے والی بس بھی اتنی قریب معلوم ہوتی ہے جیسے میرے گھر میں گھس آئی ہو اور مجھے ابھی کچل دے گی۔ مستقبل کے نظارے کبھی مجھے ہوا پر اڑتا ہوا پرستان کا شہزادہ بنادیتے ہیں اور کبھی اپنی دنیوی جاہ وجلال کا مالک، دو، چار سال بالکل ٹھیک بھی رہتا ہوں اور پھر کئی کئی مہینے یہی کیفیات طاری ہوجاتی ہیں۔ اس مریض کو بیماری کی علامات ظاہر ہونے سے کچھ برس پہلے فٹ بال کھیلتے ہوئے سر میں چوٹ لگی، جس کے بعد وہ کئی گھنٹے بے ہوش رہا، پھر کئی ماہ سردرد رہا مگر ٹھیک ہوگیا۔ چوٹ کے حادثہ کے تقریباً ڈھائی برس بعد وہ ٹمپورل لوب قسم کی مرگی کا مریض بن گیا۔

مرگی کی وجوہات:

۱:... دماغ کے اندر یا سطح پر کسی قسم کا صدمہ مثلاً سر کی شدید چوٹ، پیدائش کے وقت دماغ کو نقصان۔

۲:... گردن توڑ بخار یا ایسی دیگر بیماریاں جن سے دماغ کو سوزش وغیرہ سے نقصان پہنچنا۔

۳:... دماغ کے اندرونی دباؤ کا بڑھ جانا جیسا کہ رسولی یا خون یا پانی کا جمع ہوکر دماغ پر دباؤ ڈالنا۔

۴:... دماغ کے پیدائشی یا موروثی نقائص، دماغ کا چھوٹا یا نامکمل ہونا، دولے شاہ کی چوئی، ذہنی پسماندگی کی بعض قسمیں۔

۵:... ایسی بیماریاں جن سے دماغ کے خلیات کو نقصان پہنچ سکتا ہے، یہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہوسکتا ہے۔

۶:... دماغ میں دوران خون کی خرابیاں، مثلاً خون کا کم ملنا، خون کا جمنا، ہائی بلڈ پریشر۔

۷:... جگر، گردے اور بعض غدود کے افعال میں خرابی، بعض وٹامن کی کمی اور تیز بخار۔

۸:... حد سے بڑھا ہوا شور مثلاً پریشر ہارن، تیز موسیقی، ڈیک، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ۔

۹:... تیز اور یکدم مدھم ہوتی روشنیاں مثلاً نائٹ کلب کے ڈانسنگ فلور کی لائٹس، ٹی وی اور فلم وغیرہ میں ڈرامائی تاثر پیدا کرنے کے لئے روشنیاں تیزی سے بدلنا، بہتا پانی، جلتی آگ وغیرہ سے دورہ پڑسکتا ہے۔

۱۰:... دماغ پر اثر کرنے والی منشیات و ادویات (مثلاً الکوحل، چرس، ہیروئن اور افیوم وغیرہ)، مرگی کی ادویات کا اچانک ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر بند کردینا۔

۱۱:... اگرچہ نفسیاتی عوامل خود مرگی پیدا نہیں کرسکتے، مگر ایسے اشخاص جنہیں مرگی کا مرض ہو یا مرگی کا مرض لاحق ہونے کا امکان ہو وہ نفسیاتی دباؤ کے تحت دوروں کا شکار ہوسکتے ہیں

۱۲:... والدین کے مسلسل جھگڑے بھی بچوں میں مرگی کے مرض کا باعث بن سکتے ہیں۔

تشخیص:

۵۰ فیصد تشخیص مریض کی ہسٹری، اس کے خاندان کی ہسٹری اور دوروں کی نوعیت سے ہوجاتی ہے، مثلاً: اس کے خاندان میں پہلے سے کیا کوئی مرگی کا مریض ہے؟ دورے کے دوران گرنے سے سر اور چہرے پر چوٹوں کے تازہ و پرانے نشانات وغیرہ، اگر ڈاکٹر مناسب سمجھے تو EEG کرواکر رپورٹ میں دیکھ سکتا ہے کہ دماغ میں رسولی وغیرہ تو نہیں ہے، یا چوٹ سے دماغ کے کس حصہ کو کتنا نقصان پہنچا ہے؟ مریض کے لواحقین کا از خود اپنے ٹیسٹ کروانا صرف پیسے کا ضیاع ہے۔ مریض کے بال کے ذریعے ٹیسٹ کرکے بھی تشخیص وعلاج ہوسکتا ہے۔

عوامی علاج وتشخیص:

جب عوام کو کوئی عجیب وغریب علامات والا مریض نظر آتا ہے تو وہاں پر موجود مرد یا عورتیں اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تشخیص کرکے علاج ضرور بتلائیں یا اگر ان کے مشورے پر عمل نہ کیا جائے تو ناراضگی کا برملا اظہار کریں۔ جسے دورہ پڑا ہو اسے دیکھتے ہی کہا جاتا ہے: فلاں جن کی زبردست پکڑ ہے، بڑی ظالم نظر لگی ہے۔ اسے جوتا سنگھاؤ، اس کی ناک میں پیاز کا پانی ڈالو۔ کوئی بہت ہی عقلمند ہو تو کہتا ہے کہ اسے فوراً ہسپتال لے جاؤ یا ڈاکٹر کو بلا لاؤ۔ یہ تمام باتیں مریض کے لئے انتہائی نقصان کا باعث ہیں۔

دورے کے دوران کیا کرنا چاہئے:

(۱) جسے دورہ پڑا ہو اسے نرمی سے کسی گدے وغیرہ پر منتقل کردیں (۲) اسے پکڑ کر ہاتھ پاؤں کی حرکات روکنے کی کوشش نہ کریں (۳) انہیں آزادانہ حرکت کرنے دیں (۴) اگر قے وغیرہ آئے تو سر ایک طرف جھکا کر قے کرائیں اور فوراً منہ اور ناک صاف کریں (۵) اگر بتیسی سختی سے بند ہو تو کھولنے کی کوشش نہ کریں (۶) منہ سے جھاگ نکلے تو ساتھ ساتھ صاف کرتے رہیں (۷) پانی یا کوئی بھی دوا بذریعہ منہ یا ناک ہرگز نہ دیں (۸) سانس کی آمد ورفت کے راستے کھلے رکھیں (۹) ٹائی، دوپٹہ، بیلٹ وغیرہ ڈھیلے کردیں یا اتاردیں (۱۰) تازہ ہوا کا راستہ نہ روکیں (۱۱) گرمی کا موسم ہو تو پنکھا چلادیں یا کسی گتے وغیرہ سے ہوا دیں (۱۲) اگر مریض کو تیز بخار کی وجہ سے تشنج (دورہ) ہو تو اس کے زائد کپڑے اتاردیں (۱۳) خواہ سردی کا موسم ہو کمبل، سوئٹر وغیرہ اتار کر ٹھنڈے پانی سے ماتھے اور پاؤں تر کرتے رہیں، اس

مقصد کے لئے کپڑے کی پٹیاں بھی کی جاسکتی ہیں (۱۴) اگر اے سی میسر ہو تو وہ چلا دیں، ورنہ پنکھا ضرور چلائیں (۱۵) ساتھ ساتھ ٹمپریچر چیک کرتے رہیں، جب تک کہ بخار کم 100F پر نہ آ جائے، ورنہ بخار کا مریض مرگی کا مریض بن سکتا ہے۔ بچوں کا دماغ بہت نازک ہوتا ہے، اسے تیز بخار سے ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

مرگی سے بچاؤ کے لئے احتیاطیں:

(۱) مرگی نہ تو چھوت کا مرض ہے، نہ یہ کسی جراثیم اور کیڑے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مرگی ہونے کی وجوہات سے پرہیز کیا جائے تو مرگی ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں، کیونکہ یہ موروثی طور پر بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے جس خاندان میں یہ مرض موجود ہو انہیں آپس میں شادیاں کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (۲) دوران حمل اگر ماں بیمار رہتی ہو یا خون کی کمی کا شکار رہتی ہو تو ہونے والے بچے میں دماغی کمزوری کا امکان دوسرے بچوں کی نسبت زیادہ ہوگا۔ (۳) دوران حمل کم خوراکی، روزہ، نشہ کی چیزیں: تمباکو کھانا پینا، بلا ضرورت ادویات لینا، نیند لانے یا بھگانے والی ادویات بالکل استعمال نہ کریں، (۴) ولادت کے وقت اچھے ہسپتال اور ماہر لیڈی ڈاکٹر کا انتظام ضروری ہے۔ یاد رکھیں کہ پیدائش کے وقت بچے کے سر کو اوزاروں سے نقصان پہنچنے سے ہی دماغی طور پر کمزور بچہ پیدا ہوتا ہے یا دولہ شاہ کا چوہا کہہ کر دایہ وغیرہ کی نااہلی پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایسی صورت میں کورٹ میں کیس کر دیا جاتا ہے۔ (۵) پیدائش کے بعد بچے کے لئے ماں کا دودھ بہترین غذا، علاج اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت کا کام کرتا ہے۔ (۶) اگر خاندان میں مرگی کے کیس ہوں تو ان تمام ہدایات پر زیادہ سنجیدگی سے عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ (۷) مرگی کے مریض میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے اسے اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرنے دیجئے، ورنہ اس کی ذہنی پسماندگی بڑھتی جائے گی اور اسے تعلیم ضرور دلائیں۔ (۸) بچے، بڑے کو بطور سزا سر پر ضرب نہ لگائیں، بعض اوقات سر پر ایک چپت بھی اسے مرگی کا مریض بنا سکتی ہے۔

علاج کب تک جاری رہے؟

(۱) مرگی کے مریض کا علاج یکدم بند کرنے سے مرض زیادہ شدت سے عود کر آتا ہے اور پھر نئے سرے سے ادویات کی مقدار کا تعین کرنے میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ (۲) بعض اوقات ادویات کا اثر شروع ہونے میں بھی کافی وقت لگ جاتا ہے، ہر مریض انفرادی توجہ چاہتا ہے، اس لئے اس کے لواحقین اس کے پچھلے تمام علاج وغیرہ کی فائل بنا کر رکھیں۔ (۳) بعض ڈاکٹر مریض کو بخار ہونے پر مرگی کی مخصوص ادویات بند کرا دیتے ہیں یا مریض کے لواحقین بغیر مشورہ کے از خود بند کر دیتے ہیں، یہ عمل مریض کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ (۴) ڈاکٹر جی اے اصغر جنہوں نے اپنی ۴۰ سال سے زائد پریکٹس کے دوران ہزاروں نہیں لاکھوں مرگی اور ذہنی امراض میں مبتلا مریضوں کا اندرون و بیرون ممالک علاج کیا، پھر کراچی میں اپنی زندگی اس مقصد کے لئے وقف کر کے ہسپتال قائم کیا، لکھتے ہیں کہ اگر علاج کے دوران مریض کو مسلسل ۳ سال میں دورہ نہ پڑے تو یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ مریض ٹھیک ہو گیا ہے، مگر پھر بھی دورہ پڑ سکتا ہے۔ یہ ماہر نفسیات اور ایلو پیتھک طریقہ علاج کے ماہر ہیں۔

ہمارے استاد ہر فن مولا ڈاکٹر ساجد عبدالقیوم دوران تعلیم ہمیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ کبھی کسی طریقہ علاج کے لئے معالج کو مخلص نہیں ہونا چاہئے بلکہ مریض کے ساتھ مخلص ہونا چاہئے، کیونکہ کوئی بھی طریقہ علاج سو فیصد بیماریوں کا شافی علاج کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ عام طور پر مرگی کے دورے کا دورانیہ ایک سے تین منٹ تک ہوتا ہے اس کے بعد بغیر علاج کے دورہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے سب سے آخر میں جو ٹونا یا دم کرنے والا ہو اس کی واہ واہ ہو جاتی ہے کہ یہ واقعی عامل کامل ہے، اس کے دم کرتے ہی جن بھاگ گیا۔ ان علامات کے تناظر میں بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی بھی مرگی کا مریض تھا، جبکہ ہر نبی اس قسم کے امراض سے پاک ہوتا ہے۔ یہ اس کے پیروکاروں کے لئے واضح دلیل ہے۔

☆☆......☆☆

دنیا کی محبت

دل میں رحم کا نہ ہونا، دل کی سختی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دل کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ گناہوں کی کثرت موت کو بھلانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور موت سے غفلت، لمبی لمبی امیدوں کی وجہ سے ہوتی ہے اور لمبی امیدیں دنیا کی محبت کی وجہ سے ہوتی ہے اور دنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی جڑ ہے۔

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

تشبہ بالغیر

مولانا محمد صادق، کوئٹہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں دنیا و آخرت کی کامیابی یقینی ہے۔ مسلمان جب تک سنت نبوی پر کاربند تھے تو دس صدی تک پوری روئے زمین پر اسلام ہی کو اقتدار اعلیٰ حاصل رہا اور اسلام ہی کا تمدن اور معاشرہ دنیا کے ہر تمدن اور معاشرے پر غالب رہا، دنیا کی قومیں اسلامی معاشرہ اور تمدن کو اپنے لئے باعث عزت سمجھتی رہیں اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع امت نے چھوڑ دی اور امت نے غیروں کے معاشرے وتمدن اور وضع وقطع کو اپنایا تو ان کے وضع قطع میں ایسے رنگے کہ مسلم وغیر مسلم کی پہچان ہی ختم ہوگئی۔ حالانکہ ظاہری وضع وقطع پر ہی مذاہب عالم کا امتیاز ہوتا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے ظاہر ہی سے پہچانا جاتا ہے کہ اس کا تعلق کس مذہب سے ہے!

اسی بنا پر دین اسلام میں ظاہری وضع قطع کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے اور ایک ایک عضو کی بناوٹ میں (چاہے وہ سر کے بال یا چہرے کی داڑھی، لباس کا طریقہ حتیٰ کہ چپل کا استعمال ہو) یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اہل باطل کا حق پر پہلا حملہ مذہب پر نہیں ہوتا بلکہ اس مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی ظاہری وضع قطع پر ہوتا ہے، کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ جب ظاہر خراب ہوگا تو باطن (دل) خود بخود خراب ہوجائے گا۔

علمائے حق جب برصغیر میں انگریز حکومت کے مقابلے میں تھے تو مسلمان قوم کو اس بات کا سب سے زیادہ احساس دلاتے تھے کہ انگریزی حکومت تمہارے مذہب پر براہ راست حملہ نہیں کرے گی بلکہ سب سے پہلے تمہاری مذہبی روایات، اخلاق واطوار اور خصوصاً تمہاری ظاہری وضع قطع کو بگاڑنے کی کوشش کرے گی۔

ان علمائے کرام نے جس پلیٹ فارم سے بھی اپنی تحریک کا آغاز کیا انہی عقائد، مذہبی روایات اور ظاہری وضع قطع کی حفاظت کی بنا پر کیا کہ اہل اسلام صرف نام کے مسلمان نہ رہیں بلکہ عمل وکردار سے مسلمان ہوں، اب چاہے وہ محنت تحفظ ختم نبوت کی ہو، تبلیغی ہو، سیاسی ہو، تصوفی ہو یا تدریسی ہو، کیونکہ یہ جانتے تھے، تاریخ ان کے سامنے تھی کہ اہل باطل کی کیا چال ہے!

علماء کرام کے سامنے پادریوں کا وہ جملہ تھا جو انہوں نے روم کے سامنے کہا تھا کہ: ”مسلمانوں کی طاقت صرف اس طریقے پر ختم کی جاسکتی ہے کہ ان کے اندر یہودیت اور نصرانیت کو فروغ دیا جائے۔“

اور یہ بات آج ہمارے سامنے ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ انگریزی معاشرت، ان کی تہذیب خصوصاً ان کے لباس کے دلدادہ ہیں۔ انتہا تو یہ ہوگئی کہ مذہب کا مطالعہ رکھنے والے لوگ بھی غیروں کا لباس پہن کر اس غلط لباس کے صحیح ہونے پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں۔

حالانکہ قرآن وحدیث کی یہ آیات اس بارے میں واضح ہیں کہ مسلمان ہر چیز میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت کریں اور یہ مخالفت وممانعت تعصب پر مبنی نہیں بلکہ غیرت وحمیت اور تحفظ خود اختیاری پر مبنی ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک قوم نہیں کہلا سکتی جب تک اس کی خصوصیات اور امتیازات پائیدار اور مستقل نہ ہوں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”صبغة اللّٰه ومن احسن من اللّٰه صبغة ونحن له عابدون.“ (البقرہ:۱۳۸)

ترجمہ: ”ہم نے قبول کرلیا اللہ کا رنگ اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کے رنگ میں مسلمان کی زندگی کا رنگ جانا بنیادی طور سے اس پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے طور طریق، ان کی وضع قطع اور لباس ہی سے پرہیز کیا جائے تاکہ زندگی کے ہر شعبہ میں کفر سے برأت اور اجتناب ظاہر ہو اور ایمانی رنگ مومن کی زندگی میں ہر طرح اور ہر جانب سے جھلکتا نظر آئے اور بے شمار احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے تشبہ کی ممانعت فرمائی ہے۔ مشرکین حریر اور دیباج کو استعمال کرتے تھے، آپ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا۔ مشرکین ازار کو بطور تکبر ٹخنوں سے نیچے گھسیٹتا ہوا پہنتے تھے، آپ نے ان کو ناجائز قرار دیا، مشرکین بغیر ٹوپیوں کے عمامہ باندھتے، آپ نے حکم دیا:

”فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس۔“ (ترمذی ص:۳۰۸)

ترجمہ: ”ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم عمامہ ٹوپیوں پر باندھتے ہیں۔“

مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے:

”من تشبه بقوم فهو منهم۔“

ترجمہ: ”جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ اسی قوم میں شمار ہوگا۔“

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں ''من تشبہ'' سے لباس اور ظاہری امور میں مشابہت اختیار کرنا مراد ہے۔ معنوی اخلاق کی مشابہت کو ''تشبہ'' نہیں کہتے، بلکہ اسے ''تخلق'' کہتے ہیں۔ (مرقاۃ ج:۸ص:۲۵۵، کتاب اللباس)

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے: ''ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا۔''

ترجمہ: ''یہ کافروں کے جیسے کپڑے ہیں پس ان کو نہ پہننا۔''

خلاصہ کلام یہ کہ جو لباس، کھانا پینا، وضع قطع اور معاشرہ حدود شرعیہ کے اندر رہے گا وہ اسلامی کہلائے گا اور جو لباس، کھانا، وضع قطع اور معاشرہ حدود شرعیہ سے خارج ہوگا وہ غیر اسلامی کہلائے گی۔

''وتلک حدود اللّٰہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللّٰہ فقد ظلم نفسہ۔'' (الطلاق:۱)

☆☆..........☆☆

مولانا سعید احمد بہاولنگری کی رحلت

مولانا محمد قاسم، بہاولنگر

مولانا سعید احمد، جنرل سیکریٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر طویل عرصہ علیل رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۹۶۴ء میں بہاولنگر محلہ نظام پورہ میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے گھر پیدا ہوئے۔ عصری تعلیم میٹرک تک بہاولنگر میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کے لئے ملک عزیز کی عظیم جامعہ، جامعہ خیرالمدارس میں داخلہ لیا، ابتداء سے دورۂ حدیث تک تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۸۵ء میں فراغت کے بعد بہاولنگر میں اپنا کاروبار شروع کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر کام شروع کیا اور رات دن ایک کردیا۔ جماعتی کام کو کاروبار پر ترجیح دیتے تھے۔ ۱۹۸۷ء میں آپ کو مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کا جنرل سیکریٹری متعین کیا گیا۔ حاصل پور کی ایک قریبی فیملی میں شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے حافظ محمد خبیب سعید، حافظ محمد اسامہ سعید اور دو بیٹیاں دیں۔

مولانا سعید احمد خوبصورت اور نیک سیرت انسان تھے۔ ختم نبوت جماعت اور جماعت کے اکابرین سے والہانہ محبت تھی۔ اکابرین ختم نبوت بھی آپ کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو فوت ہونے سے تین سال پہلے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علماء کا قافلہ ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔'' مولانا فرماتے تھے کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ علماء، جو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ اپنے بیٹوں کو ہمیشہ یہی وصیت کرتے تھے کہ بیٹا ختم نبوت جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا، دفتر ختم نبوت کے ساتھ رابطہ رکھنا، اکابرین ختم نبوت سے دعائیں لینا۔ راقم ۱۹۹۹ء میں بہاولنگر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کے لئے حاضر ہوا، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کا خط مولانا سعید احمد کو دیا، خط پڑھ کر فرمانے لگے: اکابرین کا حکم ہے، آپ اپنی تمام تر صلاحیت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صرف کریں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نجات اور شفاعت کا ذریعہ بنائے گا، کچھ عرصہ بعد راقم کو کہنے لگے: جب تک میں ہوں، آپ میرے ساتھ رہیں گے۔ اکثر دفتر تشریف لے آتے، کارکردگی سنتے، خوش ہوتے۔ جماعت کا ذاتی دفتر نہیں تھا۔ راقم نے کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے اکابرین ختم نبوت کی دعاؤں کے صدقہ سے جماعت کو ذاتی دفتر دیا۔ اگست ۲۰۱۴ء میں دفتر خریدا گیا۔ مولانا کی خوشی کی انتہا نہیں تھی، بیماری کے باوجود بیٹے کے ساتھ تشریف لاتے، ہر کام اپنی نگرانی میں کرایا، دفتر میں مرمت کا کام شروع ہوا تو دفتر میں آکر لیٹ جاتے۔ راقم سے بھائیوں کی طرح پیار تھا، ہم مزاج ہونے کی وجہ سے جو کام کرتے اللہ تعالیٰ خیر و برکت نازل فرما دیتے۔ راقم نے گردے کا آپریشن کروایا، مولانا دن میں دو تین مرتبہ فون کرتے، آپریشن کے بعد کام شروع ہوا تو راقم کو فرماتے: آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ان پر ترس کریں، اپنی صحت کا خیال رکھیں، کام ہوتے رہیں گے۔ خود بیماری کے باوجود بھی جماعتی کام کرتے تھے، انتھک انسان تھے۔ کارکنوں کے ساتھ اتنی محبت تھی جتنی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ کو شوگر، دل کی تکلیف، پھیپھڑوں کا مسئلہ اور بڑی آنت کی تکلیف تھی۔ لاہور اور پھر نشتر میں علاج ہوتا رہا۔

فوت ہونے سے پہلے بڑے بھائی حاجی محمد احمد صاحب کو بلایا اور تین مرتبہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگے: میرے کلمہ کے گواہ رہنا، مجھے گھر لے چلو، میرے پاس شام آٹھ بجے تک وقت ہے، مجھے اشارہ مل گیا ہے، جو لینے آئے تھے انہوں نے شام آٹھ بجے کا وقت دیا ہے۔ گھر روانہ ہوئے، گاڑی میں جتنے احباب تھے، سب کو سورۂ یٰسین شریف پڑھنے کو کہا، ٹھیک آٹھ بجے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ صبح دس بجے جامعۃ العلوم عیدگاہ بہاولنگر میں جنازہ ہوا، شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے داماد حضرت مولانا مفتی خلیق احمد نے جنازہ پڑھایا، تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ مولانا کا چہرہ چمک رہا تھا، مسکراہٹ تھی۔ حضرت ناظم اعلیٰ نے سنا تو فرمایا: ''مولانا دنیا میں اکابرین ختم نبوت کے ساتھ تھے، جنت میں بھی اکابرین ختم نبوت کے ساتھ ہوں گے۔ بہاولنگر قریش کالونی قبرستان میں والدہ مرحومہ کے قدموں میں تدفین ہوئی۔ وفات کے بعد خواب میں راقم کو ملے تو ہم ختم نبوت کے کام کے لئے سفر کر رہے تھے، مجھے مولانا کہتے ہیں: وقت تھوڑا ہے جلدی کریں۔ چھوٹے بیٹے حافظ محمد اسامہ سعید کو ملے تو فرمایا: میں حج کرکے سعودیہ سے آیا ہوں۔ چچازاد بھائی کو ملے تو فرمایا: میں جمعہ پڑھانے آیا ہوں، سفید عربی جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ مرکز کی طرف سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی اور مبلغ بہاولنگر محمد قاسم نے مولانا سعید احمدؒ کے بھائیوں سے مولانا کے گھر تعزیت کی اور مولانا کی یاد میں تعزیتی کانفرنس کی، جس میں مولانا کی خدمات دینیہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا سعید احمد کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جاوید احمد غامدی

سیاق و سباق کے آئینہ میں

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

گیارہویں قسط

۳:......معاشرتی سطح پر:

غامدی صاحب کے منشور کا تیسرا بڑا عنوان "معاشرتی سطح پر ہے" یعنی معاشرتی طور پر ہمارے منشور کی دفعات کیا ہیں؟ اس عنوان کے نیچے اس منشور میں تیرہ دفعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

تین طلاق اور غامدی صاحب کا منشور

تین طلاق اور غامدی صاحب کا نیا مذہب:

اوپر بڑے عنوان کے نیچے تیرہ دفعات میں سے یہ ساتویں دفعہ ہے جو قابل مؤاخذہ ہے، چنانچہ غامدی صاحب اپنے منشور کے ص:۱۲ پر تین طلاق دینے سے متعلق یوں لکھتے ہیں:

"لوگوں پر پابندی عائد کی جائے کہ وہ اگر بیوی سے مفارقت چاہیں تو اسے قرآن مجید کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہر حال میں ایک ہی طلاق دیں، تاہم کوئی شخص اگر قانون سے ناواقفیت یا اپنی حماقت کی بنا پر ایک ہی مجلس میں تین طلاق دے بیٹھے تو اسے سزا دی جائے اور اس کی طلاق کے معاملے میں وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو نبی ﷺ نے رکانہ بن عبد یزید ؓ کے معاملے میں اختیار فرمایا تھا۔"

(منشور:۱۲)

تبصرہ: غامدی صاحب نے تین طلاق کے واقع نہ ہونے کے لیے جس دلیل کا حوالہ دیا ہے، وہ حضرت رکانہ بن عبد یزید ؓ کی درج ذیل حدیث ہے:

"عن رکانة بن عبد یزید أنه طلق امرأتهُ سهيمة البتة فاخبر بذلك النبي صلى الله عليه وسلم وقال: والله ما أردت إلا واحدةً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: والله ما أردتَ إلا واحدة؟ فقال ركانة: والله ما أردتُ إلا واحدةً. فردها إليه رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فطلقها الثانية في زمان عمرؓ والثالثة في زمان عثمانؓ۔" (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: "حضرت رکانہ بن عبد یزید ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو تین طلاق دیں، پھر اس نے اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو دی اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم! میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: خدا کی قسم کھا کر کہو تم نے ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت رکانہ ؓ نے کہا: خدا کی قسم! میں نے صرف ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ پس آنحضرت ﷺ نے (نکاح جدید کے ساتھ) اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیا۔ پھر اس نے حضرت عمر ؓ کے عہد خلافت میں دوسری اور حضرت عثمان ؓ کی خلافت میں تیسری طلاق دیدی۔"

غامدی صاحب نے اپنے منشور میں تین طلاق دینے والے کو احمق کہہ کر یہ فیصلہ صادر کیا کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے۔ سزا دینے کی نوبت تو تب آئے گی کہ غامدی صاحب کی حکومت آجائے اور اس کے منشور کے نافذ کرنے کا وقت آجائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سزا کتنی ہونی چاہیے؟ اس کی وضاحت غامدی صاحب نے نہیں کی۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر تین طلاق دینے والا شخص مستحق سزا ہے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت رکانہ بن عبد یزید ؓ کو سزا کیوں نہیں دی؟

اگر نبی اکرم ﷺ نے سزا تجویز نہیں فرمائی تو غامدی صاحب کون ہوتے ہیں جو سزا کی بات کرتے ہیں؟ نہ معلوم یہ شخص کونسی نئی شریعت پیش کرنا چاہتا ہے؟ غامدی نے اس کے بعد تین طلاق دینے والے شخص کی طلاق کے معاملے کو رکانہ بن عبد یزید ؓ کے معاملے پر چھوڑ دیا۔ جناب غامدی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین طلاق کو کالعدم قرار دیا، کیونکہ یہ ایک ساتھ ایک مجلس میں دی گئی تھیں۔ تین طلاق کو آنحضرت ﷺ نے ایک طلاق قرار دیا اور اس کی بیوی کو ان کی طرف واپس کر دیا۔ غیر مقلدین کا خیال بھی اسی طرح ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ غامدی صاحب کا تعلق غیر مقلدین سے بھی ہے اور ایسے ہی خرافاتی لوگ پہلے تقلید کا انکار کر دیتے ہیں اور پھر شیطان کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔ کوئی مقلد کسی مسلک میں رہتے ہوئے اس طرح گمراہ اور منکر حدیث نہیں ہوتا۔ اب میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاق واقع ہونے کا اعتبار نہیں تھا تو آنحضرت ﷺ رکانہ بن عبد یزید ؓ کو قسم کیوں دے رہے ہیں کہ سچ بتاؤ تم نے تین کے بجائے ایک کا ارادہ کیا تھا؟ صاف ظاہر ہے کہ اگر تین کا ارادہ کیا ہوتا تو تین پڑ جاتیں۔ صحابیؓ نے قسم کھائی کہ میں نے تین کا نہیں، بلکہ ایک کا ارادہ کیا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ غامدی صاحب نے اس حدیث کا حوالہ کیسے دیا؟ جب کہ وہ ایک مجلس میں تین طلاق کے واقع ہونے کا قائل ہی نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اس روایت میں

"البتۃ" کے الفاظ میں جو تین طلاق اور ایک طلاق دونوں کا احتمال رکھتا ہے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے استفتاء فرمایا ہے۔ اس روایت میں تین طلاق کے الفاظ بالکل نہیں۔ دوسری جس روایت میں تین طلاق کے الفاظ ہیں، وہ نہایت کمزور ہے، جس سے استدلال پکڑنا کسی طور پر درست نہیں۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی تین طلاق کو ایک قرار دینے کا ایک پس منظر ہے اور وہ یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں لوگ طلاق میں تاکید پیدا کرنے کے لیے بطور تاکید تین الفاظ بولتے تھے۔ اصل طلاق ایک ہوتی تھی، اس کے ساتھ طلاق کا دوسرا اور تیسرا لفظ تاکید کے لیے ہوتا تھا، جیسے کوئی شخص بطور تکرار کہتا ہے: تجھے طلاق طلاق طلاق ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت ﷺ آدمی کے قصد وارادہ کا قسم دے کر پوچھتے تھے کہ ارادہ ایک کا تھا یا تین کا تھا؟ چونکہ تین طلاق کا رواج نہیں تھا، اس لیے ہر آدمی ایک ہی کا اعتراف کرتا تھا، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگوں نے تین الفاظ دہرانے سے تین کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ لوگوں نے طلاق کے تین الفاظ دہرانے سے تین طلاق کا ارادہ کرنا شروع کر دیا ہے، لوگ جلد باز ہوگئے، لہٰذا اب تین الفاظ کے دہرانے سے تین طلاقیں مراد لی جائیں گی۔ مسلم شریف ج:۱، ص:۴۷۷ پر روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"عن ابن عباس رضي الله عنه قال: كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكرؓ وسنتين من خلافة عمرؓ طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب: إن الناس استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فامضاه عليهم۔" (مسلم شریف:۴۷۷)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے اور پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین سال دور تک تین طلاق ایک سمجھی جاتی تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگوں نے طلاق کے ٹھہراؤ میں جلد بازی سے کام لیا، اب اگر ہم ان پر تین طلاق نافذ کریں تو اچھا ہوگا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تین کو نافذ کر دیا۔"

اس روایت میں بالکل ابتدائی دور کا پس منظر بیان کیا گیا ہے کہ طلاق کے تین الفاظ سے ایک طلاق مراد ہوتی تھی۔ پھر لوگوں نے تین سے ایک نہیں، بلکہ تین ہی مراد لینا شروع کر دیا تو ان پر تین کا حکم نافذ کر دیا گیا۔ ایک طرف پوری امت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، خلفائے راشدین ہیں، فقہائے کرام اور تابعین ہیں، عرب وعجم سب نے اس پر اتفاق اور اجماع کرلیا ہے کہ تین الفاظ سے طلاق تین ہی مراد لی جائیں گی اور دوسری طرف غامدی صاحب ہیں جو کہتے پھرتے ہیں کہ نہیں نہیں ایک مجلس میں تین طلاق دینے والا احمق ہے اور یہ تین نہیں بلکہ ایک ہے۔ بہر حال میں تین طلاق کے اثبات کے دلائل بیان نہیں کرسکتا اور غامدی صاحب کے ساتھ اس طرح الجھنے کو میں فضول سمجھتا ہوں۔ بس اتنا کہتا ہوں کہ جمہور امت سے کٹ کر اور تقلید سے ہٹ کر پرواز کو اتنا اونچا نہ رکھو، ذرا زمین پر چلنے کا سلیقہ سیکھو، ورنہ گر جاؤ گے:

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے اکابر کا یہ جملہ نقل کیا ہے کہ: "اللامذهبية قنطرة الإلحاد۔" یعنی "تقلید سے آزاد ہونا الحاد کا پل ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں، آپ میرے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تین طلاق سے تو تیری بیوی مطلقہ بن گئی اور ستانوے طلاق سے تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مذاق اڑایا۔ (رواہ موطا، مکتبہ بشریٰ:۳۱)

اب اس روایت میں اور اس طرح کی دیگر روایات میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ایک ہی مجلس میں کسی نے سو طلاقیں دیں تو تین طلاق پڑ جائیں گی اور بیوی مطلقہ ہو جائے گی۔ اس تصریح کے بعد غامدی صاحب کو اس طرح جرأت نہیں کرنی چاہیے کہ جمہور کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا اور اپنا اجتہاد ٹھونس دیا اور منشور میں "معاشرتی سطح پر" عنوان رکھ کر نیا معاشرہ تشکیل دے دیا۔ (جاری ہے)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

تحفظ ختم نبوت سیمینار کوئٹہ

مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے زیر اہتمام ۶ رمئی بروز بدھ صبح دس بجے بمقام دفتر ختم نبوت آرٹ اسکول روڈ پر تحفظ ختم نبوت سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ چنانچہ فیصلہ کے مطابق سیمینار کے لئے معززین علاقہ، علماء کرام، مہتممین حضرات، وکلا دانشور اور تاجر برادری کو شرکت کے دعوت نامہ جاری کئے گئے، تقریباً ساڑھے دس بجے کے قریب تلاوت کلام پاک سے سیمینار کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد یونس نے نقابت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے ناظم نشرواشاعت مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا انوارالحق، مولانا عبدالواحد (امیر کوئٹہ) نے مختصر بیانات کئے۔ راقم کو بھی بطور مجلس کے نمائندہ ہونے کے بیان کا موقع ملا، مولانا عبدالباقی، مولانا محمد راشد مدنی کے بھی بیانات ہوئے۔ فتنۂ قادیانیت کی سنگینی، اپنی ذمہ داری کا احساس تحفظ ختم نبوت کے کام کی عظمت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس سے متعلق بیان ہوئے۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما جناب حافظ حسین احمد نے بھی پروگرام میں بطور خاص شرکت فرمائی اور بیان بھی کیا۔ مولانا نے اپنے بیان میں دیگر اہم اور ضروری باتوں کے علاوہ اس بات پر بھی زور دیا کہ حکومت وقت بلوچستان کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانی فتنہ کے ساتھ ساتھ تربت کی سرزمین پر پائے جانے والے ذکری فتنہ کا بھی جائزہ لے۔ یہ فتنہ اسلام، پیغمبر اسلام اور شعائر اسلام کی مکمل طور پر خلاف ورزی کررہا ہے۔ مسلمان اپنے عقیدہ سے متعلق ایک اللہ کی عبادت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور شعائر اسلام کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ذکری فتنہ رب کریم کی توہین، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور شعائر اسلام کی توہین وتنقیص کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کے بیت اللہ کے مقابلہ میں بیت اللہ بنا رکھا ہے۔ غرضیکہ اس طرح باقی چیزیں....! تو کیا یہ ساری باتیں خلاف اسلام نہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کا سدباب کرے۔

پروگرام کے آخر میں شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب فرمایا اور مجلس کی دن رات کی محنت اور کوشش کو سامعین کے سامنے پیش کرتے ہوئے ۱۹۷۴ء کی تحریک کا تذکرہ کیا۔ تحریک کیسے چلی؟ اسباب کیا بنے؟ امت کیسے اکٹھی ہوئی، سیاسی ودینی جماعتیں کیسے متحرک ہوئیں؟ اسی داستان کو بیان فرمایا۔ مولانا نے کہا کہ قادیانیت کے فتنہ نے سر اٹھایا، قومی اسمبلی میں بات چلی۔ جناب بھٹو صاحب نے فتنۂ قادیانیت کے گرو مرزا ناصر کو طلب کیا اور مسلمانوں کے عمائدین کو بھی بلایا گیا۔ بات چیت ہوئی، دلائل پیش کئے گئے، قادیانیت بوکھلا اٹھی، واویلا کرتے رہے مگر اسلامیان وطن نے دل کی گہرائیوں سے فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کیا۔ گیارہ دن قومی اسمبلی کے فلور پر قادیانیت کے کفر پر بحث ہوئی۔ کارروائی سیکریٹ کردی گئی۔ قادیانی لوگوں کو دھوکا دیتے رہے کہ اگر یہ ہمارے خلاف ہے تو شائع کیوں نہیں کرتے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا مجلس نے اس کارروائی کو چالیس سال کے بعد حاصل کیا حوالے لگائے، نئی کمپوزنگ کرائی اور شائع کرکے پورے ملک میں تقسیم کرکے ایک مرتبہ پھر ختم نبوت کا بول بالا کردیا، پوری دنیا میں قادیانیت منہ چھپاتے پھرتے ہیں، انہی کوئی اسلام کا سرٹیفکیٹ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حال ہی میں گیمبیا کی اسلامک لاء سپریم کونسل نے بھی قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا اور پاکستان کے علماء کی محنت اور قومی اسمبلی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشوں کو بنیاد بناکر قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا۔ مولانا نے خطاب کرتے ہوئے خان قلات خان احمد یار خان کے متعلق بھی ایمان افروز واقعہ سنایا۔

بہرحال! سیمینار خوب کامیاب رہا۔ تمام شرکاء نے کام کا عزم کیا اور اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر خوب اعتماد کرتے ہوئے کام کرنے کو تیار ہوئے۔ سیمینار میں جماعتی رفقاء میں جناب حاجی خلیل الرحمن، حاجی نعمت اللہ، حاجی گل محمد، حاجی احتشام، ڈاکٹر عتیق الرحمن، مفتی عزیز الرحمن، حاجی عبدالاحد، حاجی عمران، حافظ حمزہ ملوک، قاری رضوان، محمد ارسلان فیاض، حاجی عارف شاہ، قاری عبدالرحمن، صدرالدین آغا، غازی عبدالرحمن، مولانا محمد رفیق، حاجی حزب اللہ، حاجی نصر اللہ، مفتی محمد احمد، حاجی سراج الدین آغا، حاجی ظفر، حاجی الیاس، عبدالصمد سومرو اور دیگر اہم شخصیات کے بھرپور شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام پر مہمانان گرامی کے اکرام کا بھی بہت عمدہ نظم کیا گیا۔ علماء کرام میں مولانا انوارالحق حقانی، مولانا عبدالواحد، مولانا عبدالرحیم رحیمی، شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی، شیخ التفسیر حافظ حسین احمد شرودی، مولانا عطاء اللہ، مولانا محمد اسحاق مینگل، مولانا محمد شکیل اور مفتی عبدالرزاق شریک ہوئے۔

اللہ کریم تمام احباب کی شرکت کو قبول فرمائے۔ منتظمین کے انتظام کو شرف قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

ختم نبوت کانفرنس، لاہور (قصور پورہ)

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ قصور پورہ راوی روڈ لاہور کے زیر اہتمام نویں سالانہ تاریخی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس زرفشاں اسٹریٹ نزد جامع مسجد فاروق اعظم لاہور میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز قاری سید لبیق شاہ کی تلاوت سے ہوا، جبکہ نعت و نظم مولانا محمد قاسم گجر، مولانا رانا محمد عثمان قصوری نے پیش کی۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے سرپرست شیخ الحدیث مولانا نعیم الدین نے کی۔ کانفرنس میں عالمی اتحاد اہل سنت والجماعت کے مرکزی رہنما مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا عمر حیات، مولانا عبدالنعیم، قاری محمد اقبال، حامد بلوچ، قاری محمد اسلم عثمانی مجلس یونٹ قصور پورہ کے امیر محمد اشفاق، رانا محمد عظیم، قاری غلام نبی، ڈاکٹر اکرام الحق، علیم احمد، مولانا محمد عارف دین پوری، قاری شفیع الرحمن اور میاں عاصم صدیق ایڈووکیٹ سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب اور اہل علاقہ نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کا فریضہ جاری و ساری رکھیں گے۔ امریکا میں گستاخانہ خاکوں کی نمائش دنیا کی بدترین دہشت گردی ہے، کفار کی طرف سے بار بار توہین رسالت مسلم حکمرانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ مسلمان ممالک کے سربراہان توہین رسالت کے خلاف ہونے والی سازشوں کے روک تھام کے لئے متفقہ لائحہ عمل کا اعلان کریں۔ گستاخانہ خاکے مسلمانوں کے ایمان پر سراسر حملہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرمین شریفین کا تحفظ ہر مسلمان کا دینی و ایمانی فریضہ ہے۔ مکہ اور مدینہ کے تقدس پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح اور بنیاد ہے۔ قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت ہیں۔ حکومت ان کی غیر آئینی سرگرمیوں کا سدباب کرے۔ مولانا محمد الیاس گھمن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت احیاء دین اور امت کی وحدت کا مظہر ہے، مسلمانوں کی اجتماعیت و یگانگت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے ساتھ وابستہ ہے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کروانا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی غفلت اور آئین پاکستان سے سنگین مذاق ہے۔ مولانا قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ اور قادیانیت کے متعلق قوانین کسی بھی صورت ختم نہیں ہونے دیں گے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے سنت صدیقی پر عمل پیرا ہیں۔ مولانا محبوب الحسن طاہر نے کہا کہ قادیانی اسلام کا لیبل لگا کر اسلام اور مسلمانوں کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اپنے علاقے میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی نے مختلف دعاوی کئے، کبھی مہدی ہونے کا اور کبھی مسیح موعود ہونے کا حتی کہ اس بدبخت نے صاحب شریعت نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ اکابرین امت نے ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے ان کا بھرپور انداز میں تعاقب کیا۔ بالآخر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے ان کو کافر قرار دیا۔ مولانا عمر حیات نے کہا کہ قادیانیت اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ عدل و انصاف کے عین مطابق اور قادیانیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ آئینی اور قانونی طور پر ہر محاذ پر قادیانیوں کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی، سامعین کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ فضا تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونجتی رہی۔

تیمم کی سنتیں

تیمم میں مندرجہ ذیل باتوں کا اہتمام کرنا مسنون ہے:

۱:... شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا۔

۲:... ترتیب کا خیال رکھنا کہ پہلے چہرے کا مسح کرنا، پھر دائیں اور بائیں ہاتھ کا مسح کرنا۔

۳،۴:... مٹی پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے لے جانا۔

۵:... انگلیوں کو کھلا رکھنا تاکہ ان کے درمیان غبار آجائے۔

۶:... مٹی سے اٹھا کر دونوں ہاتھوں کو جھاڑ لینا۔

۷:... پے در پے تیمم کرنا کہ چہرے اور ہاتھوں کے مسح کے درمیان اتنی تاخیر نہ ہو کہ اگر پانی استعمال کرتے تو پہلا عضو خشک ہو جاتا۔

۸:... ہتھیلی کے اندرونی حصے سے تیمم کرنا نہ کہ پشت سے۔

(کما فی الدر المختار، ج:۱، ص:۲۳۱)

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

ختم نبوت کانفرنس قصور

قصور.....(مولانا عبدالرزاق مجاہد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع قصور کے زیر اہتمام تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۴؍اپریل ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ ڈگری کالج گراؤنڈ میں بعد نماز مغرب منعقد ہوئی، جس میں تقریباً پچاس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ قصور ضلع کے علاوہ لاہور، بصیر پور، منڈی احمد آباد اور رائیونڈ سے بھی قافلوں کی شکل میں عوام نے شرکت کی۔ کانفرنس کی پہلی نشست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت حافظ حسنین احمد اور حافظ ابوبکر نے حاصل کی۔ حافظ محمد عمر اور حافظ محمد وسیم نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ پہلی نشست کی صدارت مولانا پیر رضوان نفیس (لاہور) نے کی۔ مولانا محمد قاسم منڈی بہاؤ الدین، مولانا عبدالنعیم، مولانا عمر حیات (لاہور) نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کے عقائد پر مختصر خطاب کیا۔ کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے امیر قاری مشتاق احمد رحیمی کی تلاوت سے ہوا۔ صدارت نائب امیر مرکزیہ حضرت خواجہ عزیز احمد صاحب کندیاں شریف والوں نے کی۔ مولانا پروفیسر غلام اللہ قاسمی، لاہور رابطہ کمیٹی کے عہدیدار مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا پیر جمیل الرحمن اختر اور مولانا عبدالشکور حقانی (لاہور) نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور قادیانیت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کیا۔ خیبر پختونخوا کے امیر حضرت مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے سیرت نبوی کے چند گوشوں کو بیان کیا۔ بریلوی مکتب فکر کے مولانا سید عاشق حسین اور جمعیت علماء پاکستان کے نائب صدر مولانا شفاعت رسول نوری نے اتحاد امت کے فوائد پر روشنی ڈالی۔ جمعیت اہلحدیث کے جنرل سیکریٹری مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کا اعتراف کیا۔ خطیب خوش الحان مولانا عبدالرزاق چشتی اوکاڑا نے خطاب میں کہا کہ مرزا قادیانی کو انسان کہنا بھی انسانیت کی توہین ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا امجد خان نے بیان میں فرمایا کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا پابند بنایا جائے۔ جماعت اسلامی بہاولپور کے صدر ڈاکٹر وسیم اختر ایم پی اے، جناب نعیم صفدر ایم پی اے قصور مسلم لیگ اور جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری اور ڈپٹی چیئرمین سینیٹ مولانا عبدالغفور حیدری نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت علماء اسلام کے قائدین کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اب ان شاء اللہ! اسمبلی کے اندر کسی کو اسلامی شقوں کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، جب بھی پارلیمنٹ میں کوئی مسئلہ آتا ہے تو ہم بھرپور دفاع کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ فاتح قادیانیت، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے اپنے بیان میں گیمبیا افریقہ کے ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف ان کے حکومتی فیصلے کا خیر مقدم کیا اور وہاں کے حکمرانوں کو اتنا عظیم اور خوش کن فیصلہ کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ جمعیت علماء اسلام قصور کی نمائندگی حافظ اشرف اٹھوال چوکی والوں نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی اور ضلع قصور کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے ادا کئے۔ پنڈال کے مختلف احباب کانفرنس کی نگرانی پر گروپوں کی شکل میں موجود رہے۔ مولانا سید زبیر شاہ ہمدانی امیر جمعیت علماء اسلام قصور نے قائدین کو عشائیہ دیا۔ قاری مشتاق احمد رحیمی اور مولانا عبدالرزاق نے تمام انتظامیہ، سیکورٹی افسران بالا اور آنے والے مہمان اور قافلوں کو خوش آمدید کہا۔ سیکورٹی کے فرائض مولانا حافظ محمد لاہور کے طلبا اور اقرأ روضۃ الاطفال کے اساتذہ کی ٹیم نے ادا کئے۔ انتظامی امور میاں محمد معصوم انصاری قصور جماعت کے ناظم اعلیٰ اور حاجی شبیر احمد مغل اور طلبا جامعہ رحیمیہ، انجمن تاجران اور پریس رپورٹران، اسکول و کالج کے پروفیسرز نے احسن طریقوں سے سرانجام دیئے۔ حافظ ایوب اور محمد احمد اور ان کی ٹیم نے مہمانوں کی خوب خدمت کی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مفتی عبدالعزیز عزیزی الہ آباد، قاری نور محمد شاکر چونیاں، مولانا اشرف صاحب کنگن پور، مولانا زبیر احمد فہیم بصیر پور، مولانا طاہر صاحب، مولانا عمر فاروق لکھوی، مولانا محمد فضل کھڈیاں خاص، مولانا رفیق ہنجراں، مولانا عبدالحق، مولانا عبدالغنی کوٹ رادھا کشن، قاری جمال الدین، قاری کمال دین پھیرو، شیخ عماد، مولانا حبیب اللہ، حافظ عبدالکریم، حافظ یوسف پیریاں، مولانا عمر فاروق، مولانا طلحہ راجہ جھنگ، مولانا زبیر احمد، مولانا مقصود احمد پھولنگر، مفتی حفیظ الرحمن، مولانا عبدالعزیز، خانکے موڑ سے مولانا زبیر احمد، رائیونڈ سے حافظ خالد محمود کے علاوہ کافی علماء ورفقاء نے محنت اور دعائیں کیں۔ قصور سے قاری رحیمی، قاری سیف اللہ رحیمی، قاری رفیق نفیسی قاری محمد رمضان، قاری شاہ محمد، قاری سیف اللہ لیاقت، بھائی ساجد، حافظ طارق محمد اور طلبا جامعہ رحیمیہ اور جامعہ عبداللہ بن عباس نے خوب کردار ادا کیا۔ حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز مولانا پیر رضوان نفیس کی دعا سے کانفرنس ایک بجے رات کو بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ جن احباب نے بھی اس ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے حصہ لیا اللہ رب العزت ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

تحریکِ ختمِ نبوت.....آغاز سے کامیابی تک

قسط: ۳۰

سعود ساحر

اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار نے خصوصی کمیٹی سے خطاب جاری رکھتے ہوئے کہا: ''یہ بھی کہا گیا کہ مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کے لئے انگریزوں سے مکمل وفاداری جزو ایمان ہے۔ اس کا عہد، وہ بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ یہ ایک نہایت اہم نکتہ ہے، انگریز سے وفاداری کی شرط مسلمانوں کے لئے یکسر ناپسندیدہ ہے، کیونکہ برصغیر کے مسلمان انگریز سامراج سے نجات چاہتے تھے۔ انگریزوں سے وفاداری کی شرط ایمان ہونے کی وجہ سے ''احمدیوں'' یا مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کی صورت میں انگریزوں کو بہت ہی اعلیٰ قسم کے جاسوس مل گئے تھے اور اس بات کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں دو مرزائیوں کو افغانستان میں قتل کر دیا گیا، نہ صرف اس وجہ سے کہ وہ مرتد تھے بلکہ ان کے قبضے سے ایسی دستاویزات برآمد ہوئیں، جن سے پتہ چلا کہ وہ انگریز کے جاسوس تھے اور افغان حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے۔ ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، جہاں تک مرزا کے فہم قرآن اور سوچ کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم و بیش سر سید احمد خان جیسی ہی ہے، ماسوائے چند آیات کے جن کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام سے ہے یا جن کا تعلق مرزا غلام احمد کی اپنی نبوت کے بارے میں ہے۔ وہ قرآن کے فہم کا ادراک رکھتا ہے۔ اپنے مخالفین کو ڈرانے دھمکانے کے لئے اس کا نمایاں ہتھیار اس کی وہ پیشگوئیاں تھیں، جن کے ذریعے وہ محدود مدت کے اندر مخالفین کی موت یا تذلیل کا دعویٰ کرتا تھا۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے پہلے مسیح ہونے کا اعلان کیا اور بعد میں نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اس نے کس قسم کی نبوت کا اعلان کیا، اس کا ذکر بعد میں کروں گا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود نے اپنی کتاب ''احمدیت یا سچا اسلام'' میں لکھا کہ اس کا کام ان غلطیوں اور غلط توجیہات کا ازالہ کرنا تھا جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ دین کے اندر سرایت کر گئی تھیں، بلکہ ان کو اس سے بھی اعلیٰ مقصد کی تکمیل کرنا تھی۔ اس ضمن میں اس کو لامحدود خزانے، اٹل سچائیاں اور پوشیدہ قوتیں تلاش کرنا تھیں۔ قرآن کے ان معجزوں کا اعلان کرتے ہوئے مسیح موعود نے ایک روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ مسلمانوں کا یہ پختہ ایمان تھا کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے، لیکن گزشتہ تیرہ سو برسوں میں کسی نے یہ خیال نہیں کیا تھا کہ قرآن کریم نہ صرف مکمل کتاب ہے بلکہ اس میں مستقبل کی ضروریات کے لئے ایک کبھی نہ ختم ہونے والا ذخیرہ موجود ہے، جس کی تفتیش اور تحقیق سے روحانیت کے انمول خزانے رونما ہوں گے۔ دنیا کے سامنے قرآن کے اس اعجاز کو نمایاں کرنے کے لئے بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے تفتیش اور تحقیق کے راستے کھول دیئے۔ یہ دنیاوی سائنس کے مقابلے میں بہت ہی اعلیٰ اقدام ہے۔ مرزا غلام احمد نے نہ صرف اسلام کو تمام غلطیوں سے پاک کر دیا، بلکہ قرآن کریم پر ایسی روشنی ڈالی، جس سے دنیا اور انسانیت کے سامنے عقل و دانش کی تسکین کا سامان بہم پہنچا، گویا مستقبل کی تمام مشکلات کو حل کرنے کی کلید پیش کر دی۔''

محترم ارکان کمیٹی! اس بارے میں، میں دو باتیں کروں گا، یعنی یہ کہ مرزا نے پوشیدہ خزانوں کا پتہ لگا لیا، جن تک گزشتہ تیرہ سو برسوں میں کوئی مسلمان نہیں پہنچ سکا تھا۔ اس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں کہ قرآن کریم خزائن کا مجموعہ ہے۔ یہ عقل و حکمت کا منبع ہے۔ جوں جوں انسان ترقی کرے گا اور قرآن کے اندر گہرا تدبر کرے گا، عقل و دانش کے اسرار و رموز اس پر عیاں ہوتے چلے جائیں گے۔ میں نے مرزا ناصر سے خصوصی طور پر سوال کیا کہ وہ کون سے انکشافات ہیں جو مرزا غلام احمد سے قبل کسی مسلمان پر ظاہر نہ ہوئے، ماسوائے ختم نبوت کے مطلب کے بارے میں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں کہ آیا وہ زندہ ہیں یا نہیں؟ میرے اس سوال کے جواب میں مرزا ناصر نے کہا کہ مرزا غلام احمد کی سورۂ فاتحہ کی تفسیر۔ اس تفسیر کا ستر فیصد حصہ نیا ہے۔ اس بارے میں فیصلہ کرنا یا کوئی رائے دینا اس ایوان کے فاضل علماء کا کام ہے۔ مجھے تو علامہ اقبالؒ کا قول یاد ہے، جس میں انہوں نے فرمایا:

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
آن گردوں قرآن بجز از خود ندید

یعنی ہمارے دور میں ایک ایسا نبی پیدا ہوا، جس کو قرآن میں اپنے سوا کچھ اور نظر ہی نہیں آتا۔ میرا خیال ہے یہ ایک نہایت ہی مناسب تبصرہ ہے۔ جہاں

تک ہم سمجھ سکے مرزا غلام احمد نے قرآن مجید کے صرف انہی معنوں کی تفسیر کی، جن میں اس کی دلچسپی تھی۔ اب میں مرزا غلام احمد کی زندگی اور تعلیم کا تذکرہ کرتے ہوئے تین مراحل کا ذکر کروں گا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ مرزا غلام احمد بھی عام مسلمانوں کی طرح تھا، انہی جیسے اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے عیسائیوں اور آریہ ساجیوں سے مقابلہ کیا۔ یہ ۱۸۷۵ء، ۷۶ء، ۸۸ء، ۸۹ء کا دور تھا۔ مرزا غلام احمد کے اس دور کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے میں اس کی کتاب روحانی خزائن، جلد ہفتم صفحہ: ۲۰۰ کا ترجمہ پیش کروں گا:

''کیا تم نہیں جانتے کہ پروردگار نے ہمارے نبی کریم کا بغیر کسی استثنیٰ کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی کریم نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول: ''لا نبی بعدی'' میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی کریم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہوجانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے! یہ صحیح نہیں، مسلمانوں پر ظاہر ہے کہ ہمارے رسول اکرمؐ کے بعد نبی کیسے آسکتا ہے، حالانکہ آپؐ کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔''

یہ مرزا غلام احمد کی جانب سے ختم نبوت کے بارے میں عقیدے کا اظہار تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حدیث ''لا نبی بعدی'' ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت پر کلام نہ تھا اور قرآن شریف کا ہر لفظ قطعی ہے، قرآنی آیات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ نبی کریمؐ پر نبوت ختم ہوگئی۔''

یہ اقتباس البریہ، روحانی خزائن، ج:۱۳، حاشیہ ص:۲۱۷، ۲۱۸ سے تھا، پھر اس نے اپنی کتاب ازالہ اوہام، ج:۳ کے صفحہ:۴۱۲ پر لکھا ہے:

''ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیات خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا، جو احادیث میں تصریح سے بیان کیا گیا کہ اب جبرائیل علیہ السلام کو بعد وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔''

اس کے بعد ایک اشتہار کی عبارت کا حوالہ دیا، جو رسالہ تبلیغ میں شائع ہوا:

''ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں، کلمہ طیبہ کے قائل اور ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔''

یہ مرزا غلام احمد کی ذہنی زندگی کا پہلا دور تھا۔

دوسرے دور کا آغاز ۱۸۸۸ء کے لگ بھگ ہوتا ہے، جب اس نے اپنے پیروکاروں سے بیعت لینا شروع کی۔ یہ حوالہ مرزا بشیر محمود کی کتاب کا صفحہ ۳۰ ہے۔ آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا اور مسیح موعود کو کئی لوگوں نے خطوط لکھے کہ وہ ان سے بیعت لیں۔ دسمبر ۸۸ء کو مرزا غلام احمد کو الہام ہوا کہ وہ اپنے ماننے والوں سے بیعت لے۔ سب سے پہلی بیعت لدھیانہ میں ۱۹۸۹ء میں لی گئی۔ یہ بیعت میاں احمد جان کے گھر میں کی گئی۔ سب سے اول بیعت کرنے والا حکیم نورالدین تھا۔ اس روز کل چالیس آدمیوں نے بیعت کی۔ اس وقت تک اس نے مسیح موعود یا نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اس وقت مرزا یہی کہتا تھا کہ خدا سے رابطہ ہے اور اسے الہامی پیغامات وصول ہوتے ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں، مرزا نے اپنی پہلی پوزیشن تبدیل کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیا۔ سیالکوٹ کے لیکچر اور راولپنڈی کے مباحثہ میں مرزا نے چند دلچسپ انکشافات کئے۔ اس نے کہا کہ: ''تم بغیر نبی اور رسول وہ نعمتیں کیونکر پاسکتے ہو، لہٰذا ضروری ہے کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبے پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہیں، جن سے تم نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کروں گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے؟''

پھر ''روحانی خزائن'' ج:۲۰، ص:۴۲۷ اور ''تجلیات الٰہی'' جلد:۲۰، ص:۴۱۲ پر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

''اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے، مگر وہی جو امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔''

یہاں اس نے نبی یا ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ مکمل نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا، کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہے اور ان کے وسیلے سے یہ مقام حاصل کیا۔ آگے ''تجلیات الٰہی'' ص:۲۰، پر لکھتا ہے:

''میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں، جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی بکثرت نازل ہو، جو غائب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا، مگر بغیر شریعت کے۔''

اس سے اگلا قدم اٹھاتے ہوئے ''روحانی خزائن'' کی ج:۲۲ کے صفحات:۹۹ تا ۱۰۰ پر کہتا ہے:

''خدا کی مہربانی نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا، اس درجے پر پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔''

(جاری ہے)

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

آٹھویں قسط

حافظ عُبید اللہ

مرزائی پاکٹ بک کا ایک اور جھوٹ

ملک عبدالرحمٰن خادم مرزائی نے نواب صدیق حسن خان مرحوم کی کتاب ''حجج الکرامہ'' کے حوالے سے بھی جھوٹ بولا ہے کہ اس میں لکھا ہے: ''مہدی کدعہ نامی گاؤں میں پیدا ہوگا'' اور حوالہ دیا ہے صفحہ نمبر 358 کا (پاکٹ بک، صفحہ 655)، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی لفظ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''کدعہ'' (دیکھیں حجج الکرامہ، صفحہ 358، سطر 11، مطبع شاہجہانی، بھوپال) لہٰذا مصنف مرزائی پاکٹ بک نے حوالہ میں صریح خیانت کی ہے اور جھوٹ بولا ہے۔

چاند اور سورج گرہن کا مشہور زمانہ مرزائی فراڈ

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں کئی جگہ یہ دھوکہ دیا ہے اور آج جماعت مرزائیہ بھی یہ فریب دیتی نظر آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مہدی کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی تھی کہ اس کے زمانے میں رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج گرہن ہوگا، اور مرزا قادیانی کے زمانے میں یہ نشان اس طرح پورا ہوا کہ رمضان کی تیرھویں شب چاند اور اسی رمضان کی اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن ہوا، لہٰذا مرزا قادیانی ہی مہدی ہے۔

قارئین محترم! مرزا قادیانی نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ اس بات کو ''نبی کریم ﷺ کا فرمان'' لکھا، جبکہ دنیا کی کسی کتاب میں یہ ذکر نہیں کہ یہ بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے۔ آج بھی جماعت مرزائیہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اسی ضد پر اڑی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جبکہ وہ خود جس کتاب کے حوالے سے یہ (جھوٹی) روایت پیش کرتے ہیں اس میں بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ آیئے سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ یہ روایت جو ''سنن دارقطنی'' کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے اس کی سند اور الفاظ کیا ہیں! اس کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ اس کی سند میں کون کون راوی ''کذاب اور جھوٹا'' ہے! اور پھر یہ بھی بتائیں گے کہ بالفرض اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو جیسے سورج اور چاند گرہن کا اس میں ذکر ہے ویسا گرہن مرزا قادیانی کی زندگی میں تو کیا بلکہ آج تک نہیں لگا۔ سب سے پہلے روایت کی سند اور الفاظ:

''حدثنا أبو سعيد الإصطخري، حدثنا محمد بن عبدالله بن نوفل، حدثنا عُبيد بن يَعيش، حدثنا يونس بن بُكير، عن عمرو بن شِمر، عن جابر عن محمد بن علي، قال: ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض، ينكسف القمر لأول ليلة من رمضان، وتنكسف الشمس في النصف منه، ولم تكونا منذ خلق السماوات والأرض.'' (سنن الدار قطني، جلد2، صفحات 419، 420، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

ترجمہ: عَمرو بن شِمر (جعفی کوفی) نے جابر (بن یزید جعفی) سے اور اُس نے ''محمد بن علی'' سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ: ہمارے مہدی کی دو ایسی نشانیاں ہیں کہ جب سے زمین و آسمان بنے ہیں یہ دونوں کبھی واقع نہیں ہوئیں۔ (پہلی نشانی) رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور (دوسری نشانی) رمضان کے نصف (یعنی پندرہ رمضان۔ ناقل) کو سورج گرہن ہوگا، اور یہ دونوں (گرہن) جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگے۔''

دوستو! یہ ہیں اُس روایت کے عربی الفاظ اور سند جسے مرزا قادیانی کے مہدی ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس روایت میں یہ باتیں قابل غور ہیں:

☆ جیسا کہ آپ نے دیکھا یہ حدیث رسول ہرگز نہیں بلکہ کسی ''محمد بن علی'' نامی شخص کی طرف منسوب قول ہے (جماعت مرزائیہ کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت زین العابدینؒ کے بیٹے امام باقرؒ ہیں۔ اگر اس دعوے کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو بھی یہ بات حدیث رسول ہرگز نہیں بن سکتی بلکہ امام باقرؒ تو صحابی بھی نہیں کہ یہ فرض کیا جائے کہ انہوں نے یہ بات آنحضرت ﷺ سے سُنی ہوگی)۔

☆ اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ بات ''امام باقرؒ'' نے ہی فرمائی ہے اور اسے صحیح بھی مان

لیا جائے تو بھی ان کے الفاظ ہیں "ان لمھدینا آیتین" "ہمارے مہدی کی یہ دو نشانیاں ہیں، اور ہمارے مہدی سے مراد وہ مہدی ہیں جو عترت رسول ﷺ اور اولاد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوں گے۔ قادیانی وہ احادیث کیوں بھول جاتے ہیں جن کے اندر خاندان سادات کے چشم و چراغ مہدی کا تعارف بیان ہوا ہے؟

☆ اس روایت کی سند میں دو راوی (عمرو بن شمر اور جابر جعفی) ہیں جن کا تعارف ہم آگے بیان کریں گے۔

☆ اس روایت کے عربی الفاظ میں صاف طور پر یہ بیان ہے کہ "چاند گرہن رمضان کی پہلی رات کو" (لأول ليلة من رمضان) اور سورج گرہن ماہ رمضان کے نصف یعنی آدھے رمضان (النصف منه) میں لگے گا، اور واقعی رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور ماہ رمضان کے نصف میں سورج گرہن آج تک نہیں لگا۔ واضح رہے کہ یہاں یہ الفاظ نہیں کہ "چاند گرہن والی راتوں میں سے پہلی رات میں چاند گرہن اور سورج گرہن والے دنوں میں سے درمیان والے دن سورج گرہن لگے گا" جیسے مرزا قادیانی نے کئی جگہ اپنی طرف سے یہ الفاظ اس روایت میں اضافہ کیے ہیں (اس کی جہالت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے اُس نے "النصف منه" کا مطلب یہ بیان کیا کہ "سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن سورج گرہن ہوگا" جب کہ عربی میں "نصف" کہتے ہیں آدھے کو نہ کہ درمیانے کو۔

☆ نیز اس روایت میں دو بار یہ ذکر ہے کہ "ایسا گرہن جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگا۔" یہاں ہرگز ایسا کوئی ذکر نہیں کہ "کسی مدعی مہدیت کے زمانے میں ایسا چاند یا سورج گرہن نہیں لگا" بلکہ مطلقاً ایسا گرہن نہ لگنے کا ذکر ہے، اور جیسا گرہن مرزا قادیانی کی زندگی میں بتایا جاتا ہے ویسا گرہن مرزا سے پہلے کئی بار لگ چکا ہے اور مرزا کے بعد بھی جب تک یہ نظام فلکی موجود ہے لگتا رہے گا، اور مزے کی بات سنہ 1851ء بمطابق 1267ھ میں جب مرزا کی عمر ابھی گیارہ یا بارہ سال تھی رمضان المبارک کی انہی تاریخوں میں یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن اور 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا اور اُس وقت "محمد احمد سوڈانی" موجود تھا جس نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ وضاحت ہم نے اس لئے کردی کہ مرزا قادیانی نے انتہائی چالاکی کا ثبوت دیتے ہوئے اس روایت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

"ترجمہ تمام حدیث کا یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ جب سے زمین و آسمان کی بنیاد ڈالی گئی وہ نشان کسی مامور اور مرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے۔" (تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 132)

جبکہ اس جھوٹی روایت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ "جب سے زمین و آسمان بنے ہیں یہ نشان کسی مامور، مرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے۔" روایت کے الفاظ کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ "جب سے زمین و آسمان کی پیدائش ہوئی ہے۔ ایسا چاند اور سورج گرہن کبھی نہیں ہوا۔" اس میں نہ مامور کا ذکر اور نہ مرسل یا نبی کا۔

مرزا قادیانی کا نبی کریم ﷺ پر جھوٹ

دوستو! آپ نے دیکھا کہ سنن دار قطنی میں جو روایت ہے اس میں کسی "محمد بن علی" کا قول بیان ہوا ہے، لیکن مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

"فاعلموا ايها الجهلاء والسفهاء أن هذا حديث من خاتم النبيين وخير المرسلين وقد كتب في الدار قطني الذي مرّ على تاليفه أزيد من ألف سنة"

اے جاہلو اور بے وقوفو! جان لو کہ یہ خاتم النبیین اور خیر المرسلین (ﷺ) کی حدیث ہے جو دار قطنی میں لکھی ہے جس کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ (نور الحق الحصۃ الثانیۃ، رخ 8 صفحہ 353)

کیا مرزا قادیانی کا کوئی امتی یہ بات "خاتم النبیین ﷺ" کا فرمان ثابت کرکے مرزا قادیانی کو جہنمی ہونے سے بچاسکتا ہے؟ پھر قارئین کی معلومات کے لئے عرض کردوں کہ یہاں مرزا قادیانی نے ایک اور جہالت کا ثبوت بھی دیا ہے، وہ اس طرح کہ اُس کی یہ کتاب "نور الحق حصہ دوم" پہلی بار سنہ 1311 ہجری میں شائع ہوئی (جیسا کہ کتاب کے باراول کے ٹائٹل پر لکھا ہے) اور مرزا نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ "سنن دار قطنی کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے" اب اگر 1311 ہجری میں سے ہزار سال نکالے جائیں تو جواب آتا ہے 311 ہجری، اور اس وقت امام دار قطنیؒ کی عمر

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

صرف پانچ سال تھی کیونکہ ان کی پیدائش سنہ 306 ہجری میں ہوئی تھی تو کیا جماعت قادیانیہ کا کوئی مورخ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ امام دارقطنیؒ نے یہ کتاب صرف تین یا چار سال کی عمر میں تالیف کی تھی؟ تاکہ مرزا کی یہ بات سچ ثابت ہو جائے کہ سنہ 1311ھ تک اس کتاب کی تالیف پر ''ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ'' گزر چکا تھا؟

یہ روایت جھوٹی اور موضوع ہے

حقیقت حال یہ ہے کہ یہ روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے اور کذاب راویوں نے ''محمد بن علی'' کے نام سے گھڑی ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

عَمرو بن شِمر الجُعفي الكوفي

ان صاحب کا تعارف حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کچھ یوں کروایا ہے:

☆ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: یہ کچھ بھی نہیں۔

☆ امام جوزجانیؒ کہتے ہیں: یہ جھوٹا ہے۔

☆ امام ابن حبانؒ کہتے ہیں: یہ رافضی ہے جو صحابہ کو گالیاں دیتا تھا اور ثقہ لوگوں کے نام سے موضوع حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

☆ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: یہ منکر الحدیث ہے۔

☆ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

☆ خود امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

☆ امام سلیمانیؒ کہتے ہیں: یہ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

☆ امام ابو حاتمؒ نے فرمایا: یہ منکر الحدیث، ضعیف اور متروک ہے۔

☆ امام ابو زرعہؒ کہتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

☆ امام نسائی فرماتے ہیں: یہ ثقہ نہیں ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

☆ امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں: یہ بہت زیادہ ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

☆ امام ساجیؒ کا کہنا ہے: یہ متروک الحدیث ہے۔

☆ امام ابو احمد حاکمؒ فرماتے ہیں: یہ جابر جعفی سے موضوع روایات بیان کیا کرتا تھا۔

☆ عقیلیؒ، ابن جارودؒ، دولابیؒ اور ابن شاہینؒ نے اسے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔

☆ امام ابو نعیمؒ فرماتے ہیں: یہ جابر جعفی سے منکر اور موضوع حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔

(لسان المیزان، جلد 6، صفحات 210، 211، مکتب المطبوعات الاسلامیہ)

(جاری ہے)

REGD. SS.160

قادیانیت کے خلاف امت مسلمہ کے فتاوی جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جوانہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اوراس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنان ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

021-32780337, 021-34234476